رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۷

هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

فاروق
قادیان

ایڈیٹر پبلشر قاسم علی احمدی

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵/۲۲ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۷/۱۴ مئی ۱۹۳۶ء | نمبر ۵و۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

(۲) مبارکباد۔ ۸ رمئی بروز جمعہ بعد نماز عصر میاں محمد احمد صاحب ابن حضرت نواب محمد علی خاں صاحب سلمہ اللہ کا نکاح سیدہ امۃ الحمید بیگم بنت حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے ساتھ پندرہ ہزار روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پڑھا۔ اور ۱۰ رمئی ۳۶ء کو بعد نماز عصر رخصتانہ کی تقریب پیش آئی۔ اور ۱۲ رمئی ۱۹۳۶ء کو حضرت نواب صاحب قبلہ کی طرف سے ایک پرتکلف دعوت ولیمہ دی گئی جس میں بہت سے احباب کو خصوصاً صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مدعو کیا گیا۔ ہم اس مبارک شادی پر خاندان مسیح موعود اور حضرت نواب صاحب قبلہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انکو اپنی رحمتوں کا مورد اور فضلوں کا جاذب بنائے۔ آمین۔

(۳) بشارت۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے بچے میاں مشتاق احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی سلمہ اللہ کے گھر میں ۱۰ رمئی ۳۶ء کو صبح بروز اتوار صبح چار بجے دختر نیک اختر تولد ہوئی۔ الحمد للہ۔ خدا تعالیٰ نے اس بچی کو مبارک کرے لئے راحت و برکت و رحمت کا موجب بنائے اور لمبی عمر عطا کرے۔ آمین

بہشتی مقبرہ میں ایک لمحہ

خوشا نصیب ہوا اے ساکنانِ ارضِ حرم
نہ رکھا پاس زر و مال سب ہی دے ڈالا
تمہاری کاوشوں کا تھا اِک یہی مقصد
تمام عمر کٹی بس یہی دعا کرتے
کیا ہے خوب ادا تم نے حق غلامی کا
نہ ساتھ چھوڑا پسِ مرگ ہے وفا یہ عجب
تمہارے کام کو دیکھوں یا قوتیں دیکھوں
بتاؤ تو سہی کچھ آرزو ہے اب باقی؟

تمہارے پاؤں پہ قرباں ہے بخت دارا و جم
برائے زندگیٔ دینِ احمدِ اکرم
کہ چھیڑے جس کے لئے تم نے لاکھ کوہ الم
خدایا دینِ محمدؐ پہ ہو کرم پہ کرم
بٹایا آقا سے جو انحطاط قوم کا غم
کہ اب بھی رہتے ہو قرب و جوار میں باہم
مری سمجھ میں نہیں آتا ہے خدا کی قسم
ہوا ہے جلوۂ جاناں درونِ باغِ ارم

نصیب ہو مجھے اختر یہاں کا اک گوشہ
کہ جس میں بیٹھ کے لکھتا رہوں نظم پہ نظم

دعاگو:۔ قریشی نیاز احمد اختر انبالوی ہیڈ ماسٹر (رخصتی حال نابھہ) ہیڈ ماسٹر احمدیہ مڈل سکول گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

درخواست دعا۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق ۳۰ اپریل سے بعارضہ انفلوانزا مبتلا ہے۔ الحمد للہ کہ اب صحت ہو رہی ہے۔ لیکن کھانسی۔ سر درد اور کمزوری ابھی زیادہ ہے۔ کام کرنا چلنا پھرنا بالکل بند ہے۔ احباب اس خادم کے لئے دعائے صحت فرما کر ثواب حاصل کریں۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقتباسات

حکومت نیپال اپنی مٹھی بھر مسلمان رعایا پر بدستور ظلم وجور کر رہی ہے۔ بدنصیب نیپالی مسلمانوں کی تباہ حالی و مظلومیت کی داستان بہت ہی رنجدہ اور دردناک ہے۔ چند ہندو اسلام کی خوبیوں سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ مسلمانوں کا بس یہی "جرم" ہے۔ اسی کی پاداش میں ان پر طرح طرح کے مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ ہزاروں مسلمانوں کی مذہبی آزادی چھینی جا چکی ہے۔ ان پر فرضی مقدمات دائر کئے جا رہے ہیں۔ بارہ بے قصور مسلمانوں کو جیل میں بند کر دیا گیا جن میں سے ایک جیل کی سختیوں کی تاب نہ لا کر راہی ملک بقا ہوا۔ چند اور جاں بلب ہیں۔ مرنے والے کی میت بھی مسلمانوں کو نہیں دی گئی۔ بہت سے مسلمانوں کی جائیدادیں ضبط ہو چکی ہیں۔ وہ اور ان کے بال بچے بھوکوں مر رہے ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث کے بہت سے نسخے ضبط کر لئے گئے ہیں۔ اور انکی بے ادبی کی گئی۔ نومسلموں کو بے رحمی سے زدوکوب کیا گیا

ویسے بھی نیپال میں مسلمانوں کے لئے ہر قسم کے مذہبی جلسوں اور وعظوں کی بالکل ممانعت ہے۔ ان کو انگریزی تعلیم سے بالکل محروم رکھا جاتا ہے۔ کسی سرکاری محکمہ میں مسلمانوں کو کوئی قابل ذکر ملازمت حاصل نہیں۔ گائے کی قربانی کی شدید ممانعت ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو عمر قید کی سزا دی جاتی ہے۔ اس جرم میں پہلے پھانسی کا حکم ہوتا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ اچھوتوں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ ان کو کنوؤں سے پانی بھرنے کی اجازت نہیں۔ اب بعض مقامات پر مسلمانوں کیلئے مکان سے نکلنا اور رستہ چلنا تک بند کیا جا رہا ہے۔ ہندو کسی مسلمان کو اچھے کپڑے پہنے دیکھتے ہیں۔ تو علانیہ گالیاں دیتے ہیں۔ مسلمان اس قدر کمزور اور خائف ہو چکے ہیں۔ کہ مہاراجہ نیپال یا حکومت انگریزی تک اپنی فریاد بھی نہیں پہنچا سکتے

انگریزی علاقہ کے ہندو اخبارات اپنی "واحد آزاد سلطنت" کی حمایت میں دیوانہ وار مصروف ہیں لیکن اُن کو اِن حقائق کی تردید کی جرأت نہ ہو سکی ہندو اخبارات اور ہندو لیڈر آئے دن اسلامی ریاستوں اور سلطنتوں پر بہتان طرازی کیا کرتے ہیں اگر ان کا ضمیر مردہ نہیں ہو گیا۔ تو وہ بتائیں۔ کہ حکومت نیپال کا یہ طرز عمل انسانیت و انصاف کی بدترین توہین اور مذہبی و شخصی آزادی کے سراسر منافی نہیں؟ افغانستان و ایران میں ہزاروں ہندو و سکھ آباد ہیں۔ کیا ان کے ساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے؟ افغانستان کے ہندوؤں کی فرضی اور خالی از حقیقت شکایات پر یہ لوگ طوفان محشر برپا کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن حکومت نیپال کی وحشیانہ حرکتوں کے خلاف ان کی زبان بالکل خاموش ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ہندو قوم ہزاروں سالوں سے ایسے حالات میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ کہ حکمرانی کی قابلیت اور انصاف و رواداری کے اوصاف اس میں بالکل نہیں رہے گذشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ دیکھ لیجیے۔ جب کبھی ہندوؤں کو کسی قسم کا اقتدار حاصل ہوا ہے۔ انہوں نے دوسری قوموں کے ساتھ نہایت ناروا سلوک کیا ہندو ریاستوں اور ہندو علاقوں میں آج بھی ایسا ہو رہا ہے نیپالی مسلمانوں کے مصائب کی وجہ بھی یہی ہندوانہ ذہنیت ہے۔ حکومت نیپال اور ہندو قوم سے انصاف و انسانیت کے نام پر اپیلیں کرنا کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ حکومت انگریزی معمولی اشارے سے صورت حالات کو بہتر بنا سکتی ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ ذمہ وار مسلمان اکابر حکومت ہند کو اس طرف توجہ دلائیں۔ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں بھی اس سوال کو اٹھانا چاہیے۔

ہندو لیڈروں نے ڈاکٹر امبیدکر کو پر ڈورے ڈالنے کی ہر چند کوشش کی۔ لیکن اس میں انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ اب انہوں نے ڈاکٹر موصوف کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ تاکہ اچھوت اقوام ان سے بدظن ہو جائیں۔ گذشتہ دنوں ڈاکٹر صاحب ناگپور گئے۔ تو ہندوؤں نے یہ افواہ پھیلا دی۔ کہ انہوں نے گاندھی جی سے وعدہ کر لیا ہے۔ کہ دس سال تک میں مذہب تبدیل نہیں کرونگا۔ اور نہ اچھوتوں کو کسی دوسرے مذہب میں شامل ہونے دوں گا۔ ڈاکٹر امبیدکر نے ایک اعلان میں اس کی باقاعدہ تردید کر دی ہے۔ اور اس افواہ کو بالکل بے سروپا قرار دیا ہے۔ ہندو لیڈروں کو جان لینا چاہیئے کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے سے ان کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ بفرض محال اگر وہ ڈاکٹر امبیدکر کو پر ڈورے ڈالنے میں کامیاب بھی ہو جائیں۔ تب بھی وہ اچھوتوں کی موجودہ بیداری اور بے چینی کو دور نہیں کر سکتے۔ اب تو ہندوؤں کے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ یا اچھوتوں کے تمام مطالبات پورے کر کے انہیں مساوی درجہ دیدیں۔ یا انہیں ہندو دھرم سے علیحدہ ہو جانے دیں۔

چند روز ہوئے لاہور میں ایک ہریجن دلہن کی ڈولی پر چند بد اخلاق مسلمان نوجوانوں نے حملہ کر دیا۔ اس واقعہ کی جو تفصیلات اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ اگر وہ یا ان کا کوئی حصہ صحیح ہے۔ تو کسی شریف اور صاحب عقل مسلمان کو اس فعل کی مذمت میں تامل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ لاہور کے تقریباً تمام اسلامی اخبارات نے اس شرمناک حرکت پر اظہار نفرت و ملامت کیا ہے۔ حکام کا فرض ہے۔ کہ بعد تحقیقات مجرموں کو قرار واقعی سزا دیں۔ لیکن ہندوؤں نے اس انفرادی واقعہ پر جو شور برپا کر رکھا ہے۔ وہ اس حرکت سے بھی زیادہ مجرمانہ اور شرمناک ہے۔ وہ اس کے لئے ساری مسلمان قوم کو ذمہ وار قرار دے رہے ہیں۔ حسب معمول انہیں اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اندر سازش کام ہوتا نظر آرہا ہے۔ ہندو لیڈر اور اخبارات اچھوتوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کی ذلیل کوشش میں بھی مصروف ہیں۔ چنانچہ اس واقعہ کے سلسلہ میں انہوں نے موری دروازہ کے باہر اچھوتوں کا ایک جلسہ بھی منعقد کیا تھا۔

ایک انفرادی واقعہ کے لئے آٹھ کروڑ کی پوری قوم کو ذمہ وار قرار دینے کی کوشش ہندو قوم کے اخلاق و دیانت کا ایک نہایت تاریک پہلو پیش کرتی ہے۔ بداخلاق لوگ ہر ایک قوم میں ہوتے ہیں۔ ان کی حرکتوں پر ساری قوم کو مطعون نہیں کیا جاسکتا۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ اس قوم کے ذمہ وار افراد بداخلاق لوگوں کی نامناسب حرکت پر واضح الفاظ میں اظہار بیزاری بھی کر چکے ہوں۔ ہم اس واقعہ پر طوفان محشر برپا کرنے والے مہاشوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا ہندوؤں میں اس قسم کے واقعات مفقود ہیں؟ کیا ہندو نوجوان اچھوت عورتوں کے اغوا اور عصمت دری کے کبھی مرتکب نہیں ہوئے؟ زیادہ نہیں ان کو لاہور کی عدالتوں گذشتہ دو ہفتوں کی کارروائی ہی مطالعہ کر لینی چاہیئے۔ اور پھر ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے۔ یہ امر باعث اطمینان ہے۔ کہ اچھوتوں کے سمجھدار افراد ہندوؤں کی چال کو سمجھ گئے ہیں۔ اور انہوں نے خود غرض مہاشوں کا آلہ کار بننے سے انکار کر دیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ اچھوتوں کی موجودہ بیداری ممدوح الطرفین پنڈت مالویہ کے لئے سب سے زیادہ باعث اذیت ہے۔ اچھوت جہاں کہیں جلسہ کرتے ہیں۔ پنڈت جی کوئی نہ کوئی بہانہ جا کر وہاں جا پہنچتے ہیں۔ ناسک میں اچھوتوں کا اجتماع ہوا۔ پنڈت جی ڈاکٹر کرنکوٹی کو لے کر وہاں جا براجے۔ اور اچھوتوں کو ورغلانے کی ہر چند کوشش کی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ البتہ سناتن دھرمی ہندوؤں نے ڈاکٹر کرنکوٹی کو پیٹ ڈالا۔ اب ریاست ٹراونکور میں ازہاوا قوم کی کانفرنس ہوئی۔ تو پنڈت جی نے وہاں کا عزم کر لیا۔ پہلے افواہ گرم ہوئی تھی۔ کہ آپ وہاں عیسائیوں سے مناظرہ فرمائیں گے لیکن اب معلوم ہوا ہے۔ کہ مناظرہ کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ صرف ہندوؤں کی تنظیم کریں گے۔ اور اچھوتوں کو سبز باغ دکھلائیں گے۔ پنڈت جی جیسے کٹر سناتن دھرمی کا اچھوت ادھار کا دعویٰ دینا سب سے بڑا فریب اور سب سے بڑی ستم ظریفی ہے۔ اچھوت ہندوؤں سے حق مساوات مانگ رہے ہیں۔ اور پنڈت جی جن کے نزدیک اچھوت کا سایہ تک ناپاک ہے۔ ان کو مطمئن کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ ہندو قوم کے بزرگ بھی کس قدر دلچسپ اور ستم ظریف واقع ہوئے ہیں۔

لاہور کے مشہور آریہ سماجی روزنامہ "پرتاب" میں آریہ سماج کے متعلق پنڈت جواہر لال نہرو کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں پنڈت جی نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ کہ آریہ سماج جو ہندو دھرم کے تمام فرقوں کی نسبت اسلام سے بہت قریب ہے۔ اسلام کا مخالف بن گیا ہے۔ بابو بپن چندر پال آنجہانی بھی آریہ سماج کو اسلام کا شاگرد کہا کرتے تھے۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آریہ سماج نے اسلام سے بہت کچھ حاصل کیا ہے اور حاصل کر رہا ہے۔ وہ اسلام کا شاگرد ہے۔ سوامی دیانند کے اکثر اصلاحی خیالات اسلامی تعلیمات کے رہین منت ہیں۔ لیکن یہ شاگرد احسان فراموش ہے۔ یہ جس چشمہ سے پانی پیتا ہے۔ اسی کو خراب کرنے کی نامراد کوشش کرتا ہے جس درخت کا میوہ کھاتا ہے اسی پر کلہاڑی چلانے کے لئے بیتاب ہے۔ اخلاقی لحاظ سے اس کا یہ فعل بہت ہی افسوسناک ہے۔ (پیغام)

ہندو سوسائٹی سے ایک ضروری سوال

"پرتاب" ڈاکٹر امبیدکر کی ناگپور والی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"جہاں تک دھرم گرھن (اختیار) کرنے یا چھوڑنے کا تعلق ہے۔ ہندو آپ سے (ڈاکٹر امبیدکر سے) کوئی سودا کرنے کو تیار نہیں۔ .... ہندو سماج اچھوتوں کو تمام حقوق دینے کو تیار ہے۔ لیکن اس کے لئے صبر و استقلال کی ضرورت ہے"۔

بالکل انہی الفاظ میں انگریز ہندوستانیوں کے پیدائشی مطالبات کا جواب دیا کرتے ہیں۔ کہ ہم تو ہندوستان کو ذمہ وار حکومت دینے کا فیصلہ کئے بیٹھے ہیں۔ لیکن اس بڑے کام کے لئے بہرحال صبر و استقلال کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ انگریزوں کے الفاظ نے آج تک کسی ہندوستانی کو حقیقی معنوں میں مطمئن نہیں کیا۔ بالخصوص اس لئے کہ "صبر و استقلال" کے وقت اور مدت کا فیصلہ بہرحال انگریزوں کے صوابدید پر منحصر ہے۔ وہ چاہیں تو اس مدت کو لامتناہی بنا سکتے ہیں۔ پھر "پرتاب" جس تلقین صبر و استقلال کو انگریزوں کے تعلق میں سننے کے لئے تیار نہیں۔ اور اسے تیار نہیں ہونا چاہیئے! اس تلقین کو اچھوتوں پر کیونکر موثر سمجھ سکتا ہے۔ انگریز تو بہرحال ہندوستانیوں کو وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ دیتے ہی رہتے ہیں۔ خواہ وہ اصلاً کتنا ہی کم ہو لیکن ہندو سماج نے تو اچھوتوں کے لئے اتنا بندوبست بھی نہیں کیا۔ جتنا انگریز ہندوستان کے لئے اب تک کر چکے ہیں یا جتنا بندوبست انہوں نے مانٹیگو چیمسفرڈ اصلاحات یا منٹو مارلے اصلاحات کے سلسلہ میں کیا تھا۔ اگر کونسلوں کو سیاسیات ہند کے مندر قرار دیا جائے۔ تو ہندوستانیوں کو تو ان مندروں میں بڑی مدت سے داخلے کا حق عطا ہوا ہے۔ اسکے برعکس اچھوتوں کو مذہبی مندروں میں داخلے کی اب تک اجازت نہیں۔ بلکہ انہیں جو بڑے سے بڑا حق دینے پر آمادگی ظاہر کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اچھوت مندروں کے دروازے پر کھڑے ہو کر مورتیوں کی زیارت کر لیا کریں اس پر بھی ہندو سماج میں اچھا خاصا ہنگامہ بپا ہے۔ کیا ہندو رائے عامہ کے ترجمانوں میں اتنا حوصلہ اتنی ہمت اور اتنی دیانت نہیں ہے۔ کہ واقعہ کو واقعہ کی حیثیت میں دیکھیں۔ اور جن چیزوں کو وہ اپنے اوپر پسند نہیں کرتے۔ ان چیزوں کو دوسروں کیلئے پسندیدہ قرار دینے سے احتراز کریں؟ اس قسم کی تلقینات سے ہندو سوسائٹی میں اصلاح محال ہے۔ صحیح صورت یہی ہے۔ کہ یا تو آج تمام بندھن توڑ دیئے جائیں۔ یا صاف لفظوں میں اقرار کیا جائے۔ کہ ہندو سماج کسی تغیر کو قبول نہیں کر سکتی اور اچھوت اپنے لئے کوئی دوسرا راستہ تجویز کر لیں۔ آخر اس اعتراف میں تامل کیوں ہے؟ انسانیت کی خدمت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ اچھوتوں کو موجودہ حالت سے باہر نکالا جائے۔ اگر ہم انگریزوں کے سیاسی اقتدار کو اپنے نقصان پر قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ تو اچھوتوں سے کیونکر توقع رکھی جا سکتی ہے۔ کہ وہ ہندوؤں کے سیاسی اقتدار کی خاطر اپنے مجلسی، مذہبی اور سیاسی حقوق کی پامالی گوارا کر لیں؟ (انقلاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۶ء | نمبر ۵ و ۶

عیسائیوں کی قبر پرستی

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ہمارے متعصب مولوی اب تک یہی سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ اور دوسرے نبیوں کی تو فقط روحیں آسمان پر ہیں۔ مگر حضرت عیسیٰ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر موجود ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ وہ صلیب پر چڑھائے بھی نہیں گئے۔ بلکہ کوئی اور شخص صلیب پر چڑھایا گیا۔ لیکن ان بیہودہ خیالات کے رد میں علاوہ ان ثبوتوں کے جو ہم ازالہ اوہام اور حمامۃ البشریٰ وغیرہ کتابوں میں دے چکے ہیں۔ ایک اور قوی ثبوت یہ ہے۔ کہ صحیح البخاری صفحہ ۳۳۹ میں یہ حدیث موجود ہے لعنۃ اللّٰہ علی الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد۔ یعنی یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو۔ جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ یعنی انکو سجدہ گاہ مقرر کردیا۔ اور ان کی پرستش شروع کی۔ اب ظاہر ہے۔ کہ نصاریٰ بنی اسرائیل کے دوسرے نبیوں کی قبروں کی ہرگز پرستش نہیں کرتے۔ بلکہ تمام انبیاء کو گنہگار اور مرتکب صغائر و کبائر خیال کرتے ہیں۔ ہاں بلاد شام میں حضرت عیسیٰؑ کی قبر کی پرستش ہوتی ہے۔ اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بسال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔ سو اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ درحقیقت وہ قبر عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔ جسمیں مجروح ہونے کی حالت میں وہ رکھے گئے تھے۔ اور اگر اس قبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سے کچھ تعلق نہیں۔ تو پھر نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول صادق نہیں ٹھہریگا۔ اور یہ ہرگز ممکن نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی مصنوعی قبر کو قبر نبی قرار دیں۔ جو محض جعلسازی کے طور پر بنائی گئی ہو۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی شان سے بعید ہے۔ کہ جھوٹ کو واقعات صحیحہ کے محل پر استعمال کریں۔ پس اگر حدیث میں نصاریٰ کی قبر پرستی کے ذکر میں اس قبر کی طرف اشارہ نہیں۔ تو اب واجب ہے۔ کہ شیخ بٹالوی اور دوسرے مخالف مولوی کسی اور ایسے نبی کی قبر کا ہمیں نشان دیں۔ جس کی عیسائی پرستش کرتے ہوں۔ یا کبھی کسی زمانہ میں کی ہے۔ نبوت کا قول باطل نہیں ہوسکتا چاہیئے کہ اسکو سرسری طور پر نہ ٹال دیں۔ اور ردی چیز کی طرح نہ پھینک دیں۔ کہ یہ سخت بے ایمانی ہے۔ بلکہ دو باتوں سے ایک بات اختیار کریں۔ (۱) یا تو اس قبر کا ہمیں پتہ دیں۔ جو کسی اور نبی کی کوئی قبر ہے۔ اور اسکی عیسائی پرستش کرتے ہیں۔ (۲) اور یا اس بات کو قبول کریں کہ بلاد شام میں جو حضرت عیسیٰ کی قبر ہے۔ جس کی نسبت سلطنت انگریزی کی طرف سے پچھلے دنوں میں خریداری کی بھی تجویز ہوئی تھی جس پر ہر سال بہت سا ہجوم عیسائیوں کا ہوتا ہے۔ اور سجدے کئے جاتے ہیں۔ وہ درحقیقت وہی قبر ہے۔ جس میں حضرت مسیح مجروح ہونے کی حالت میں داخل کئے گئے تھے۔ پس اگر یہ وہی قبر ہے۔ تو خود سوچ لیں کہ اسکے مقابل پر وہ عقیدہ کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں چڑھائے گئے۔ بلکہ چھت کی راہ سے آسمان پر پہنچائے گئے کس قدر لغو اور خلاف واقعہ عقیدہ ٹھیریگا۔ لیکن یہ واقعہ جو حدیث کی رو سے ثابت ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ ضرور حضرت عیسیٰ قبر میں داخل کئے گئے۔ یہ اس قصہ کو جو مرہم حواریین کی نسبت ہم لکھ چکے ہیں۔ نہایت قوت دیتا ہے۔ کیونکہ اس سے اس بات کے لئے قرائن قویہ پیدا ہوتے ہیں۔ کہ ضرور حضرت مسیح کو یہودیوں کے ہاتھ سے ایک جسمانی صدمہ پہنچا تھا۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے۔ کیونکہ توریت سے ثابت ہے۔ کہ جو مصلوب ہو۔ وہ لعنتی ہے اور مصلوب وہی ہوتا ہے۔ جو صلیب پر مرجاوے۔ وجہ یہ کہ صلیب کی علت غائی قتل کرنا ہے۔ سو ہرگز ممکن نہیں کہ وہ صلیب پر مرے ہوں۔ کیونکہ ایک نبی مقرب اللّٰہ لعنتی نہیں ہوسکتا۔ اور خود حضرت عیسیٰ نے آپ بھی فرمادیا۔ کہ میں قبر میں ایسا ہی داخل ہونگا۔ جیسا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوا تھا۔ یہ ان کے کلام کا ماحصل ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ قبر میں زندہ داخل ہوگئے اور زندہ ہی نکلے۔ جیسا کہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہی داخل ہوا۔ اور زندہ ہی نکلا۔ کیونکہ نبی کی مثال غیر مطابق نہیں ہوسکتی۔ سو وہ بلاشبہ قبر میں زندہ ہی داخل کئے گئے۔ اور یہ مکر اللّٰہ تھا۔ تا یہود ان کو مردہ سمجھ لیں۔ اور اس طرح وہ ان کے ہاتھ سے نجات پاویں۔ یہ واقعہ غار ثور کے واقعہ سے بھی بالکل مشابہ ہے۔ اور وہ غار بھی قبر کی طرح ہے۔ جو اب تک موجود ہے۔ اور غار میں توقف کرنا بھی تین دن ہی لکھا ہے۔ جیسا کہ مسیح کی قبر میں رہنے کی مدت تین دن ہی بیان کی گئی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے واقعہ ثور کی یہ مشابہت جو مسیح کی قبر سے ہے اس کا اشارہ بھی حدیثوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی طرح ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے اپنے لئے یونس نبی سے مشابہت کا بھی ایک اشارہ کیا ہے۔ پس گویا یہ تین نبی یعنی محمد مصطفٰے صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور مسیح اور یونس علیہم السلام قبر میں زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی اسمیں رہے۔ اور زندہ ہی نکلے[*] اور خدا تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ یہی بات صحیح ہے۔ جو لوگ مرہم حواریین کے مضمون پر غور کریں گے۔ وہ بالضرور اس نکتہ تک پہنچ جائیں گے کہ ضرور حضرت مسیح مجروح ہونے کی حالت میں قبر میں داخل کئے گئے تھے۔ پلاطوس کی بیوی کی خواب بھی اسی کی مؤید ہے کیونکہ فرشتہ نے اسکی بیوی کو یہی بتلایا تھا۔ کہ عیسیٰ اگر صلیب پر مرگیا۔ تو اس پر اور اس کے خاوند پر تباہی آئیگی۔ مگر کوئی تباہی نہیں آئی۔ جس کا یہ نتیجہ ضروری ہے۔ کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ (نور القرآن نمبر۲)

[*] یوسف علیہ السلام کا کنوئیں میں سے زندہ نکلنا بھی اسی سے مشابہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

شملوی غیر مبائع کے مطالبہ کا ایفاء

(از ماسٹر محمد علی صاحب اظہر)

(۲)

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر کہیں اپنی ذات مقدس کو زمرۂ انبیاء میں ہی شامل فرمایا ہے محدثین میں کہیں شامل نہیں فرمایا۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل:۔

(۱) ...."غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے...... تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے.... جیساکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی...... تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا...... ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے....... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا...... سو اے عزیزو۔ جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے...... میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔" (الوصیت صفحہ ۳ و ۴)

اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات مقدس کو خدا تعالےٰ کی وہ قدرت بیان فرمایا ہے۔ جو نبیوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور اپنی وفات کے بعد دوسری قدرت کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ عین اسی طرح جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد دوسری قدرت کا ظہور ہوا۔

(۲) "جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے۔ اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں۔ کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔" (اربعین ع۳ ص۱۴)

یہ تینوں شخص تین نبیوں کے دشمن تھے۔ لہٰذا ان کو مثال کے طور پر پیش کر کے حضرت اقدس اپنے دشمن کو متنبہ کرتے ہیں۔ کہ میں ان نبیوں جیسا حقیقی نبی ہوں۔ مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کر کے تو وہی نتیجہ حاصل کریگا جو مندرجہ بالا نبیوں کے دشمنوں نے حاصل کیا۔

(۳) "افسوس یہ لوگ سوچتے نہیں۔ کہ اگر یہ دعویٰ خدا کے امر اور ارادہ سے نہیں تھا۔ تو کیوں اس مدعی میں پاک اور صادق نبیوں کی طرح بہت سے سچائی کے دلائل جمع ہو گئے" (اربعین ع۳ ص۱۱)

(۴) "یاد رہے۔ کہ مسیح موعودؑ کے وقت میں موتوں کی کثرت ضروری تھی۔ اور زلزلوں اور طاعون کا آنا ایک مقدر امر تھا۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں۔ کہ جو لکھا ہے۔ کہ مسیح موعود کے دم سے لوگ مریں گے۔ اور جہانتک مسیح کی نظر جائیگی اس کا قاتلانہ دم اثر کریگا...... یہ حدیث بتلا رہی ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کا سخت اظہار ہوگا۔ جسکی وجہ سے ملک میں مری پڑیگی۔ اور سخت سخت زلزلے آئیں گے...... یہی وجہ ہے کہ پہلے زمانوں میں بھی نادان لوگوں نے ہر ایک نبی کو منحوس قدم سمجھا ہے۔ اور اپنی شامت اعمال ان پر تھاپ دی ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا۔ بلکہ عذاب کا مستحق ہو جانا اتمام حجت کے لئے نبی کو لاتا ہے۔ اور اس کے قائم ہونے کے لئے ضرورت پیدا کرتا ہے اور سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔ جیساکہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولاً۔ پھر یہ کیا بات ہے۔ کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو۔ شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے۔ جسکی تم تکذیب کر رہے ہو۔ (تجلیاتِ الٰہیہ ص۷-۸-۹)

اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات مقدس کو ہر ایک نبی سے مشابہ قرار دیا ہے۔ جبکہ اپنے قیام کی غرض وہی بیان فرمائی جو ہر ایک نبی کے قیام کی غرض تھی۔ اور اپنی طرف نبی کی حیثیت سے لوگوں کو متوجہ کیا۔ نہ محدث کی حیثیت سے۔ اور پھر حاشیہ صفحہ ۹ میں نبی کی تشریح فرمائی ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

"نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالےٰ کی یہ مراد ہے۔ کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے۔ اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں۔ کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے۔ کیونکہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنے کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔ جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا ہے۔ نہ براہِ راست۔" منہ

جس سے ظاہر ہے۔ کہ انعام نبوت پانے کے دو ذریعے ہیں۔ ایک براہ راست دوسرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے۔ پس امتی نبی کے معنی ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام نبوت پانے والا نہ براہ راست۔ اور گذشتہ انبیاء سے مشابہت بیان کر کے بھی واضح فرما دیا۔ کہ مسیح موعود سابقہ انبیاء کی طرح حقیقی نبی ہے۔ محض محدث نہیں ہے۔

شملوی صاحب۔ "پس اگر یہ ثابت کرنا ہو۔ کہ فیضانِ محمدی کی وجہ سے ایک پہلو سے نبی درحقیقت نبی ہی ہوتا ہے۔ تو حضرت اقدس کی تحریروں سے یہ دکھا دیا جائے کہ آپ نے نبی کی تعریف میں کہیں یہ لکھا ہو۔ کہ وہ کسی دوسرے نبی کے فیضان سے بھی نبی ہو سکتا ہے۔"

اظہر۔ "(۱) نبی کے معنی صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸)

اس ارشاد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کی تعریف بیان فرما کر ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے۔ کہ ایک امتی اپنے نبی متبوع سے فیض پا کر ایسا ہی نبی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ تعریف میں بیان کیا گیا ہے۔

(۲) "اگر نبی کے صرف یہ معنے کئے جائیں۔ کہ اللہ جلشانہ اس سے مکالمہ مخاطبہ رکھتا ہے۔ اور بعض اسرار غیب کے اس پر ظاہر کرتا ہے۔ تو اگر ایک امتی ایسا نبی ہو جائے۔ تو اس میں ہرج کیا ہے۔" (ضمیمہ براہین صـ ۱۳۹)

(۳) "نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالےٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں۔ جو بکثرت ہیں۔ اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے۔ لکل ان یصطلح۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں۔ اور لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے۔" (چشمۂ معرفت صـ ۳۲۴)

صرف اور اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کے لفظ اس امر کے اظہار کے لئے ہیں۔ کہ شرعی نبی نہیں۔ جیسا کہ تعریف ۱ میں مذکور ہوا۔ اور خدا کی اصطلاح میں جو نبوت کا مفہوم ہے۔ وہی مفہوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے حضرت اقدس اپنی نبوت کا بیان فرما رہے ہیں۔ پس یہ نبوت حقیقی نبوت ہی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درحقیقت نبی ہی ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اپنی اصطلاح میں جس مفہوم کا نام نبوت رکھا ہے۔ اسی مفہوم کے لحاظ سے صدہا مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول کے نام سے پکارا ہے

(۴) دیکھو جواب ۱ ع ۹۔ جس میں نبوت کی تعریف فرما کر ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ یہ مرتبہ براہِ راست بھی ملتا رہا ہے۔ اور اب یہی مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ملتا ہے۔ اور اخیر میں یہ فرما کر کہ "ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جرأت نہیں" ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہونے والے نبی کے مقام اعلیٰ کو واضح کر دیا ہے۔ کہ تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض کے ماتحت امتی نبی کا وہ اعلےٰ مقام ہے۔ کہ غیر یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے الگ نبوت حاصل کرنیوالا یا بلفظِ دیگر براہ راست نبی بننے والا اس مقام کو حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ امتی نبی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقام کے متعلق فرمایا ہے" اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلیت میں منعکس ہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ صـ ۸) کیا انبیائے سابقین میں سے جنہوں نے براہ راست نبوت حاصل کی۔ کسی کا یہ دعوےٰ ثابت ہے۔ کہ مجھے تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے حاصل ہیں۔ یا کسی مسلمان کا یہ اعتقاد ہے۔ ہرگز نہیں اور ہرگز نہیں۔ پس تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے حامل نبی کے مقام پر غیر کو قدم رکھنے کی جرأت کس طرح ہو سکتی ہے۔

(۵) "اس امت کیلئے وعدہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی۔ جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت لا یظھر علےٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول سے ظاہر ہے۔ پس مصفّٰے غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے۔ کہ اس مصفّٰے غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفّٰے غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے۔ اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ فتدبّر۔" منہ (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ صـ ۵)

اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کی جو تعریف بیان فرمائی ہے۔ اسی تعریف کا مصداق امتی نبی کو بھی قرار دیا ہے۔ لہٰذا امتی نبی درحقیقت نبی ہے بلکہ تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کے حامل ہونے کی حیثیت سے براہ راست بننے والے انبیاء سے بہت اعلےٰ مقام رکھتا ہے۔ کہ جس مقام پر قدم رکھنے کی انہیں جرأت بھی نہیں۔

(۶) "خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں۔ مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کے رو سے نبی کہلاتا ہے۔" (الحکم ۶ رمئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۵ کالم ۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروقِ اعظم رضؓ موت کے آغوش میں

اسلام کا وہ زبردست سپہ سالار اور بہادر جرنیل جس نے دس سال کی حکومت میں دنیا کو بتادیا تھا۔ کہ فرزندانِ توحید اور علمبردارانِ اسلام کس قدر شجاع خود دار اور غیور ہوتے ہیں۔ جس نے دس سال کے قلیل عرصہ میں فارس عراق خراسان۔ بلوچستان۔ شام۔ مصر اور آرمینیا میں اسلامی جھنڈا گاڑ دیا تھا۔ اور توحید و رسالت کا سکہ رواں کر دیا تھا۔ وہ غیور مجاہد جس کی نسبت اغیار کا خیال ہے۔ کہ اگر اسلام میں ایک عمرؓ اور پیدا ہو جاتا۔ تو دنیا میں کوئی شخص غیر مسلم نہ رہتا۔ وہ اسلام کا مایۂ ناز فرزند جس کو دنیا عمر فاروق رضؓ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ایک روز مدینہ کے ایک بازار سے گذر رہے تھے۔ وہ بادشاہ تھے۔ وہ حکومت رکھتے تھے طاقت رکھتے تھے۔ لیکن غریب انسانوں کی طرح اپنے کام کے لئے خود بازاروں میں پیدل گھومتے پھرتے تھے۔ وہ اگر چاہتے۔ تو لاتعداد حکومتوں کے حکام انکی خدمت میں صف بستہ نظر آتے۔ وہ اگر چاہتے۔ تو ہزاروں غلام رکھ لیتے۔ وہ اگر چاہتے۔ تو دنیا میں نہایت عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے۔ لیکن وہ اپنے نفس کے غلام نہ تھے۔ بلکہ وہ جس طرح زمین کے بادشاہ تھے۔ اسی طرح وہ اپنے نفس کے بھی بادشاہ تھے۔ اور اپنے آپ کو قوم کا ایک ادنیٰ خادم سمجھتے تھے۔ ان کے مبارک قدم مدینہ کے خوش نصیب بازاروں پر پڑ رہے تھے۔ اور وہ نہایت خاموشی کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ کہ ایک نصرانی غلام نے آپؓ کو روکا۔ آپؓ کھڑے ہو گئے۔ یہ مغیرہ بن شعبہ کا ایک غلام تھا اس کا نام فیروز تھا۔ اور لوگ اسے ابو لولو کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ فیروز نے آپؓ سے شکایت کی:۔

فیروز۔ جناب میرا آقا مجھ سے زیادہ محصول لیتا ہے۔ اس محصول میں کمی کرا دیجئے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضؓ نے نہایت شفقت سے پوچھا۔

عمر رضؓ۔ تجھے کیا محصول ادا کرنا پڑتا ہے؟

فیروز۔ مجھے سات آنے روز ادا کرنے پڑتے ہیں۔

عمر رضؓ۔ تو کام کیا کرتا ہے۔

فیروز۔ میں آہنگر ہوں۔ نقاش ہوں۔ اور نجاری کا کام کرتا ہوں۔

عمر رضؓ۔ ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم کچھ زیادہ نہیں ہے۔

فیروز غلام نے توقع کے خلاف جب یہ جواب سنا۔ تو اسکو انتہائی ناگواری محسوس ہوئی۔ امیر المومنینؓ نے پھر پوچھا۔

عمر رضؓ۔ میں نے سنا ہے۔ کہ تو ایسی چکی بنانا جانتا ہے۔ جو ہوا کے زور سے چلتی ہے۔ ایک اس قسم کی چکی میرے لئے بھی تیار کر دے۔

فیروز۔ میں آپ کے لئے ایسی چکی بنا دونگا۔ جس کی آواز مشرق و مغرب میں گونج جائے گی۔

دوسرے روز مسجد نبویؐ میں حسب دستور جب لوگ صبح کی نماز کے لئے جمع ہوئے تو ان نمازیوں میں ایک نیا نمازی بھی تھا۔ یہ وہی فیروز غلام تھا۔ نماز کے لئے صفیں درست ہو گئیں۔ فاروق اعظم رضؓ امامت کے لئے آگے بڑھے جب نماز شروع ہو گئی۔ اور فاروق اعظم پورے انہماک کے ساتھ امامت کے فرائض سر انجام دینے لگے۔ تو فیروز غلام نمازیوں کی پہلی صف میں کھڑا تھا۔ آگے بڑھا اور اس نے خنجر نکال کر فاروق اعظم رضؓ پر حملہ کیا۔ آپؓ پر پے در پے چھ وار کئے۔ آپؓ نے فوراً حضرت عبد الرحمٰن رضؓ کو کھینچکر اپنی جگہ کھڑا کیا۔ اور خود بے ہوش ہو گئے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضؓ اور تمام نمازی بارگاہ الٰہی میں دست بستہ کھڑے تھے۔ اور ان کا دنیاوی بادشاہ ایک طرف پڑا ہوا زخموں سے تڑپ رہا تھا۔ لیکن نمازیوں کی پوری جماعت آسمانی بادشاہ کے روبرو سربسجود تھی۔

اس وقت وہ دنیاوی بادشاہ سے بالکل غافل تھے۔

فیروز غلام اپنا وار کرنے کے بعد نہایت تیزی کے ساتھ مسجد سے بھاگا۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ میں خون آلود خنجر دیکھکر گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا۔ جن میں سے چھ آدمیوں کا انتقال ہو گیا۔ لیکن بڑی جدوجہد کے بعد اسکو گرفتار کر لیا گیا۔ جونہی اس کو حراست میں لیا گیا اس نے فوراً خودکشی کر لی۔

صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگ فاروق اعظم رضؓ کو اٹھا کر گھر لائے۔ وہ بے ہوش تھے۔ اور ان کے جسم کا بیشتر خون نکل چکا تھا۔ کچھ دیر کے بعد آپؓ نے آنکھیں کھولیں۔ اور دریافت فرمایا۔ کہ میرا قاتل کون ہے؟ لوگوں نے فیروز غلام کا نام بتایا۔ تو آپؓ نے فرمایا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ مجھے کسی مسلمان نے قتل نہیں کیا۔

آپؓ کا جسم زخموں سے چور تھا۔ آپؓ کے جسم پر جو خنجر پڑا تھا۔ وہ ناف تک اتر گیا تھا۔ معدہ بالکل کٹ گیا تھا۔ جب آپؓ کو دودھ یا نبیذ پلایا جاتا۔ تو وہ زخموں کے راستہ سے باہر نکل جاتا۔ آپ کی حالت بگڑنی شروع ہو گئی۔ ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی۔ لوگ آپؓ کے علم و فضل کی تعریف کرنے لگے آپؓ نے فرمایا۔ واللہ! کہ جس وقت میں دنیا سے رخصت ہونے لگوں۔ تو نہ مجھ پر کسی کا قرض ہو۔ اور نہ میرا کسی پر۔ اور شکر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے میرا ساتھ دیا۔ اور مجھکو سلامت رکھا۔

حضرت ابن عباس رضؓ پھر آپؓ کی تعریف کرنے لگے۔ تو آپؓ نے فرمایا۔ ”اگر میرے پاس دنیا کا بھی سونا ہوتا۔ تو میں قیامت کی دہشت اور پیش آنے والے معاملات کے ہول کی وجہ سے تمام فدا کر دیتا۔“

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ زندگی کے آخری لمحوں میں فاروق اعظم رضؓ نے اپنے فرزند عبد اللہ رضؓ کو فرمایا۔ کہ عبد اللہ! حساب کرو۔ مجھ پر کتنا قرض ہے۔ انہوں نے حساب لگا کر چھیاسی ہزار یا اس کے قریب بتلایا۔ آپؓ نے فرمایا۔ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے۔ تو ادا کر دو۔ ورنہ بنی عدی سے مانگو۔ اگر پھر بھی پورا نہ ہو۔ تو قریش سے لیلو اور دیکھو۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے پاس جاؤ۔ اور ان سے یہ کہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ عمر یہ اجازت چاہتا ہے۔ کہ اپنے دونوں دوستوں کے پاس دفن ہو۔ عبداللہ بن عمر رضؓ ان کے پاس گئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے فرمایا۔ کہ یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے محفوظ رکھی تھی۔ مگر میں آج حضرت عمر رضؓ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں حضرت عبداللہ رضؓ نے آکر عرض کیا۔ کہ انہوں نے آپؓ کو اجازت دیدی ہے۔ اس پر آپؓ نے اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیرالمؤمنین! آپؓ نے جو وصیتیں کرنی ہوں۔ کر دیجے۔ اور کسی کو خلافت کے لئے بھی منتخب فرما دیجئے۔ آپؓ نے فرمایا۔ کہ سوائے ان چھ شخصوں۔ عثمان۔ علی طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں سے جس کے متعلق کثرت آرا ہوں۔ اسکو خلیفہ مقرر کر لینا۔ پھر آپؓ نے فرمایا۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان چھ اشخاص سے خوش خوش دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ میں سوائے ان کے کسی کو حقدار نہیں سمجھتا۔ نیز فرمایا۔ کہ عبداللہ میرا بیٹا اس معاملہ میں ان کے ساتھ رہے گا۔ اور خلافت سے اسے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اگر سعد کو خلافت پہنچے۔ تو وہ اس کے حقدار ہیں۔ ورنہ جسکو تم چاہو۔ منتخب کر لو۔ میں نے سعد کو کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔

حضرت طلحہ رضؓ اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ فاروق اعظم رضؓ نے باقی پانچ آدمیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تین روز تک طلحہ رضؓ کا انتظار کرنا۔ اگر وہ تین روز تک آجائیں تو ان کو بھی اپنی جماعت میں شامل کرنا اور اگر تین روز تک نہ آئیں تو پھر تم پانچ آدمی مشورہ کر کے اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا امیر بنا لینا۔ اس کے بعد آپؓ نے ابو طلحہ انصاری رضؓ اور مقداد بن الاسود رضؓ کو بلا کر حکم دیا۔ کہ جب یہ لوگ خلیفہ کے انتخاب و تقرر کی غرض سے مشورہ کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہوں۔ تو تم دونوں دروازے پر کھڑے رہنا اور کسی کو ان کے پاس نہ جانے دینا۔ حتےٰ کہ وہ مشورہ سے فارغ ہو جائیں۔

پھر آپؓ نے مذکورہ بالا حضرات کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوں۔ ان کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار و مہاجرین کے حقوق کا بہت لحاظ رکھے۔ اور تمام رعایا سے نیک برتاؤ کرے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتا رہے اسی قسم کی بہت سی وصیتیں فرما کر جان بحق تسلیم ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں۔ جس وقت آپؓ کا جنازہ تیار ہو گیا۔ تو ہم آپؓ کا جنازہ لیکر چلے۔ عبداللہ بن عمر رضؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو سلام کیا۔ اور کہا۔ کہ دفن کی اجازت دیجئے۔ آپؓ نے اجازت دی۔ اور ہم نے آپؓ کو ان کے دونوں دوستوں کے پاس سپرد خاک کر دیا۔

چہار شنبہ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو آپؓ زخمی ہوئے۔ اور یکم محرم ۲۴ھ کو ہفتہ کے دن فوت ہو کر مدفون ہوئے۔ ساڑھے دس برس آپؓ نے خلافت کے فرائض سرانجام دیئے۔ نماز جنازہ حضرت صہیب رضؓ نے پڑھائی۔ اور حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے قبر میں اتارا۔ انا للہ

تہذیب قرنی میں لکھا ہے۔ کہ آپؓ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا۔ کفی بالموت واعظا۔ "موت آدمی کے لئے کافی وعظ ہے"۔ آپ کی عمر مبارک کے متعلق اختلاف ہے۔ لیکن راجح قول ۶۰ سال ہے۔ (ماخوذ)

اسلام کے جنگی قوانین
اور
مذہبی رواداری

جہاد کے معنی چونکہ قرآن مجید میں جا بجا کفار سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور مجاہدین اور شہداء کے بڑے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے مخالفین یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ قرآن مسلمانوں کو بزور شمشیر مذہب کی اشاعت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اس نے دنیا کے سامنے اسلام یا موت صرف دو شرائط پیش کی ہیں۔ ان خیالات کی بنا پر اکثر نادان جہاد سے تبلیغی جنگ مراد لیتے ہیں۔ جو درحقیقت صحیح نہیں ہے۔

مخالفین اسلام ہمیشہ یہ اعتراض کرتے ہوئے پائے گئے ہیں۔ کہ اسلام تلوار کے ذریعہ دنیا میں پھیلایا گیا ہے۔ ہم ان کے اس اعتراض کو اگر جہالت اور ناواقفیت پر مبنی کہیں۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ ایک واضح حقیقت ہے۔ کہ اہل اسلام نے جب ہی تلوار کو ہاتھ میں لیا ہے۔ جب ان کو یقین ہو گیا۔ کہ دشمنان دین اب مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لئے حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تو کوئی حساس۔ غیور اور خوددار انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ دشمن اسکو قتل کرنے کے درپئے ہوں۔ اس کے اثاث البیت پر قبضہ کرنے پر تلے ہوئے ہوں۔ اسکی حرمت و عزت کو خاک میں ملانے کے منصوبے باندھ رہے ہوں۔ اور اس پر ہر طرف سے قافیۂ حیات تنگ کر رہے ہوں۔ مگر وہ اپنے حفظ ماتقدم کے لئے کوئی مدافعانہ اقدام نہ کرتا ہوا خاموش رہے۔ اور دشمن کی تلوار کو خاموشی اور سکون سے اپنا گلا کاٹتا ہوا دیکھے۔ اسی مدافعانہ اقدام سے مخالفین اسلام نے دنیا کو ہمیشہ فریب دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے دنیا میں پھیلا ہے۔

اگر مخالفین اسلام انصاف اور دیانت کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے ہوئے اپنے اپنے مذہب کی اشاعت پر نظر غائر ڈالیں۔ تو ان کو ان کے مذاہب میں ایسی بہت سی مثالیں ملیں گی۔ کہ انہوں نے اپنے مذاہب کے منکروں پر وہ لرزہ خیز مظالم توڑے ہیں اور ان کے خلاف وہ غیر مصلحانہ رویہ اختیار کیا ہے۔ جس کو کوئی شخص سننے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر ہنود ول اور یہود و نصاریٰ کی مذہبی جنگیں ملاحظہ ہوں۔ کہ کس طرح انہوں نے مذہبی تبلیغ کے لئے امن پسند عوام کو تہ تیغ کیا۔ برعکس اس کے اہل اسلام نے تو اس وقت دشمنوں سے مقابلہ کیا جب ان کو یقین ہو گیا۔ کہ اب دشمن ان کو ملیا میٹ کرنے کے لئے میدان میں نکل آئے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس مدافعانہ جنگ کی بابت ارشاد ہے۔

جہاد کے شرائط مدافعانہ جنگ

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (بقرہ)	اور لڑو اللہ کے راستہ میں ان سے جو لڑتے ہیں تم سے اور حد سے مت بڑھو۔ اور اللہ دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنیوالوں کو

"الذین یقاتلونکم" کے الفاظ جہاد کے مدافعانہ ہونے کے ایسے بین ثبوت ہیں۔ کہ ان کے لئے کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کفار نے اسلام کو مٹانے کے لئے پہلے ہتھیار اٹھائے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو بھی اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دین اور جان و مال کی حفاظت کی غرض سے مقابلہ کی اجازت دی گئی۔ لیکن ساتھ ہی یہ تاکید بھی کی گئی۔ کہ حد سے تجاوز نہ کرنا۔ یعنی دشمنوں کے بوڑھوں۔ عورتوں۔ بچوں۔ اور راہبوں کو جو تمہارے خلاف تلوار نہ اٹھائیں کوئی تکلیف نہ پہنچانا۔

اسی مدافعانہ جنگ کو فی سبیل اللہ کہا گیا ہے۔ ورنہ قرآن میں کسی جگہ اشاعت اسلام کے لئے لڑائی کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا۔

واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ولا تقتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکافرین ط (سورہ بقرہ)

اور قتل کرو ان کو جہاں پاؤ۔ اور نکالو ان کو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا۔ اور فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے اور نہ لڑو ان سے مسجد الحرام میں یہانتک کہ وہ تم سے اس کے اندر لڑیں اور اگر وہ تم سے لڑیں۔ تو تم ان کو قتل کرو۔ کافروں کی یہی سزا ہے۔

یہ آیت بھی جہاد کے مدافعانہ ہونے کی دلیل ہے۔ اس آیت کو پچھلی آیت کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ صرف ان لوگوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ جن کے خلاف پچھلی آیت میں لڑائی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس سے تمام کفار ہرگز مراد نہیں لئے جا سکتے۔

باقی آیت کا مطلب بالکل صاف ہے۔ مسلمانوں کو لڑائی میں ابتدا کرنے کی ممانعت کس شد و مد سے کی گئی ہے۔

اذن للذین یقتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علی نصرھم لقدیر (حج)

لڑائی کی اجازت انکو دی گئی ہے جنکے خلاف لڑائی کی گئی۔ کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا۔ اور تحقیق اللہ انکی مدد کرنے کے قابل ہے۔

ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اول مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اور ان کو سخت اذیت پہنچائی۔ بالآخر مجبوراً ان کو دشمنوں کا مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی۔

انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم

اللہ منع کرتا ہے تم کو صرف ان کے متعلق جنہوں نے لڑائی کی تم سے (تمہارے) مذہب کی وجہ سے

وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون۔

اور نکالا تمکو تمہارے گھروں سے اور مدد کی (دوسروں کی) تمہارے نکالنے میں۔ کہ تم دوستی کرو ان سے اور جو کوئی دوستی کرے ان سے پس یہ وہی ہیں ظالم

ولیعلم الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ او ادفعوا (آل عمران)

اور تاکہ وہ جان لے منافقوں کو اور یہ کہا گیا ان سے آؤ لڑو اللہ کے راستہ میں یا حفاظت کرو اپنی

اس آیت سے بھی مترشح ہوا۔ کہ ذاتی تحفظ نے مسلمانوں کو کفار سے لڑنے کے لئے آمادہ کیا۔

مشرکوں سے جہاد

براءۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین (توبہ)

بیزاری ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین کی طرف جنہوں نے عہد کیا ان سے"

الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ط ان اللہ یحب المتقین (توبہ)

"ان مشرکوں کے سوا جن سے تم نے عہد کیا۔ اور جنہوں نے کم نہ کیا تم سے کچھ تمہارے خلاف کسی کی مدد نہیں کی۔ پس پورا کرو عہد ان کا انکی طرف پوری مدت تک تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو"۔

ان آیتوں میں انہی مشرکوں سے مراد ہے۔ جنہوں نے مسلمانوں سے عہد کر کے بعد میں دغا کی۔ کیونکہ چوتھی آیت میں وہ مشرک جو اپنے عہد پر قائم رہے۔ صاف مستثنیٰ کر دیئے گئے ہیں۔ یہ تو واقعات ہیں۔ کہ مشرکوں نے بار بار مسلمانوں سے بدعہدی کی۔

الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ وھم لا یتقون ط (انفال)

وہ جن کے ساتھ تم عہد باندھتے ہو۔ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہیں۔ اور نہیں بچتے (سزا سے)

لیکن اس پر بھی مسلمانوں کو ہدایت تھی۔ کہ اگر مشرکین متعدد مرتبہ خیانت کرنے کے بعد بھی صلح کے لئے راضی ہوں۔ تو وہ اسکو منظور کر لیں۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم (انفال)

اور اگر وہ صلح کی خواہش کریں تو (تم بھی) اسکی خواہش کرو۔ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ تحقیق وہ سننے والا اور جاننے والا ہے"۔

اس سے زیادہ فراخدلی اور امن پسندی کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ حالت ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ کیونکہ بعد میں معلوم ہو گیا۔ کہ یہ لوگ قابل اعتبار نہیں تھے عہد ناموں کی خلاف ورزی خصوصیت سے اس وقت کی گئی۔ جب مسلمان تبوک کی مہم میں مشغول تھے۔ ۹ھ میں حج کے موقع پر سورۃ توبہ کی پہلی تیرہ آیتوں کی منادی کرادی گئی۔ اور اعلان کر دیا گیا۔ کہ آئندہ کوئی کافر کعبہ کے قریب نہ جائیگا۔

سورۃ توبہ کی چوتھی آیت سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا۔ کہ مسلمان مشرکوں سے مذہبی عداوت کی وجہ سے نہیں بلکہ بدعہدی کے باعث لڑ رہے تھے۔

اس پر بھی نکتہ چین اس آیت کی تشریح اس طرح کرتے ہیں۔ کہ یا تو ان کو مسلمان کر لیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ اگر واقعی مسلمان کفار سے محض مذہبی دشمنی کے سبب جھگڑا کر رہے تھے۔ تو وہ کفار کیوں مستثنیٰ کر دیئے گئے جو اپنے عہد پر ثابت قدم رہے۔ یہ سیاسی جنگ تھی۔ اس لئے صرف ان قبائل پر یورش کی گئی جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی کی تھی۔ اگر لڑائی کا سبب کفر قرار دیا جاتا۔ تو بلا امتیاز تمام کفار پر حملہ کیا جاتا۔

فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور الرحیم (توبہ)

پس جب مقدس مہینے گذر جاویں۔ تو قتل کرو مشرکوں کو جہاں پاؤ۔ اور ان کو قید کرو۔ اور گھیرو اور بیٹھو ان کے واسطے ہر گھات کی جگہ اس کے بعد اگر وہ توبہ کریں۔ اور قائم کریں نماز کو اور ادا کریں زکوٰۃ کو۔ پس چھوڑ دو راہ انکی تحقیق اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پچھلی آیت کا استثنار ظاہر کرتا ہے کہ مشرکین سے دنیا کے یا عرب کے تمام مشرکین مراد نہیں۔ بلکہ صرف وہ مشرک قبائل جنہوں نے مسلمانوں سے صلح کرکے غداری کی۔

اس آیت کے آخری حصہ سے بعض مسلمانوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے۔ کہ اس جگہ تلوار یا اسلام کی شرائط پیش کی گئی ہیں یہ حقیقت کے خلاف ہے۔ اس آیت کا پہلا حصہ ثابت کرتا ہے۔ کہ یہ تمام آیت عرب کے ان مشرکوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو فریب دیا۔ اس لیئے وہ قتل یا قید کے مستحق تھے لیکن اس پر بھی اگر وہ اسلامی برادری میں داخل ہو جاتے۔ تو سزا سے بری کر دیئے جاتے یہ بالکل ایسا ہی تھا۔ جیسا کہ ایک مجرم کو سچی توبہ کرنے کی صورت میں معاف کر دیا جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس آیت کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوتا ہے۔ ان اللہ غفور الرحیم کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان سے صرف کلمہ پڑھنے کے لیئے نہیں کہا گیا تھا۔ کیونکہ عہدنامہ کی طرح وہ اس اقرار کے بعد بھی فریب دے سکتے تھے۔ اس لیئے اس جگہ قطعی تبدیلی کی قید لگائی گئی ہے۔ اور نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی شرائط بھی لگی گئی ہیں۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ بانہم قوم لا یعلمون۔ (توبہ)

"اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے۔ تو اس کو پناہ دو۔ یہانتک کہ وہ سن لے اللہ کا کلام پھر پہنچا دے اسکو اس کے امن کی جگہ یہ ہے کیونکہ وہ ایک قوم ہے کہ نہیں جانتی"

اس آیت سے کوئی شبہ نہیں رہا۔ کہ مشرکین کو مذہبی تعصب کی وجہ سے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا

کیف یکون للمشرکین عہد عند اللہ وعند رسولہ الا الذین عاہدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لہم ان اللہ یحب المتقین (توبہ)

کیونکر ہو واسطے مشرکوں کے عہد نزدیک اللہ اور نزدیک اس کے رسول کے۔ مگر جن لوگوں نے کہ عہد کیا ہے تم سے نزدیک مسجد الحرام کے پس جب تک سیدھے رہیں واسطے تمہارے۔ تم بھی سیدھے رہو واسطے ان کے۔ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو۔

قرآن بار بار اعلان کر رہا ہے۔ کہ صرف ان کفار سے جنگ کی جاتی ہے۔ جو عہد و پیمان کا لحاظ نہیں کرتے۔ اس لیئے مسلمانوں کو لڑائی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم لعلہم ینتہون (توبہ)

اور اگر وہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں۔ اور (علانیہ) توہین کریں تمہارے مذہب کی تو لڑو کفر کے سرداروں سے تحقیق انکی قسمیں کچھ نہیں ہیں تاکہ وہ باز آجائیں

اہل کتاب سے جنگ

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون (توبہ)

لڑو ان سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور آخری دن پر اور نہ حرام کرتے ہیں اس کو جس کو جو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔ نہ پیروی کرتے ہیں سچے دین کی ان میں سے جن کو دی گئی کتاب یہانتک کہ وہ ادا کریں جزیہ اپنے ہاتھ سے اور وہ ذلیل ہیں۔

اگرچہ مسلمانوں کے مقابلہ میں یہودی عرب کے مشرکوں کے ہمیشہ مددگار رہے۔ لیکن رومیوں نے اس جدوجہد میں بہت عرصہ بعد قدم رکھا۔ چونکہ عیسائی مسلمانوں کو مرتد اور اپنا مطیع بنانا چاہتے تھے۔ اس لیے مسلمانوں کو بھی ان کے زیر کرنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم پر پورا عمل کیا۔ اور جب تک عیسائیوں نے ابتدا نہ کی۔ آپؐ نے روماۃ الکبریٰ پر حملہ نہ کیا۔

مذہبی رواداری

الذین اخرجوا من دیارہم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز۔ (حج)

وہ لوگ کہ نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق مگر یہ کہ کہا انہوں نے پروردگار ہمارا اللہ ہے۔ اور اگر نہ ہوتا دور کرنا اللہ کا لوگوں کو بعض ان کے کو بعض سے۔ البتہ ڈھائے جاتے خلوت خانے اور عبادت خانے نصاریٰ کے اور عبادت خانے یہود کے اور مسجدیں کہ لیا جاتا ہے ان میں نام اللہ کا بہت۔ اور البتہ مدد دیگا (اللہ) اسکو تحقیق اللہ زورآور ہے اور غالب"

جو لوگ اسلام کو تعصب کا مذہب کہا کرتے ہیں۔ وہ ذرا غور کریں۔ کہ جو مذہبی آزادی اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر قائم کی تھی۔ بڑی بڑی مہذب قوموں میں بھی اسکی نظیر نہیں مل سکتی۔ خیال کرنے کی بات ہے۔ کہ مسلمان نہ صرف مسجدوں کی بلکہ یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں کی حفاظت اور کامل مذہبی رواداری قائم کرنے کے لیئے اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔ کیا کسی اور مذہب نے ایسی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ کہ اس کے پیرو دوسروں کی عبادت گاہوں کو بچانے کے لیئے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالیں؟

لا ینہکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین (ممتحنہ)

"نہیں منع کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے کہ نہیں لڑے تم سے دین میں اور نہیں نکالا تم کو گھروں سے یہ کہ احسان کرو تم ان سے اور انصاف کرو ان کی طرف تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو"

اس آیت میں دوسرے مذہب والوں سے صلح اور انصاف کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

وقاتلوا حتے لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ فان انتہوا فان اللہ بما یعملون بصیر (انفال)

اور لڑو ان سے یہانتک کہ فتنہ نہ رہے۔ اور مذہب صرف اللہ کے لیئے ہونا چاہیئے۔ اور اگر وہ باز رہیں تو تحقیق اللہ دیکھتا ہے۔

وقاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ ط فان انتہوا فلا عدوان الا علی الظلمین

"اور لڑو ان سے یہانتک کہ کوئی فتنہ نہ رہے۔ اور مذہب صرف اللہ کے لیئے ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ باز رہیں تو ان سے کوئی دشمنی نہ ہونی چاہیئے سوائے ظالموں سے"۔

مذکورہ بالا آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسلمان محض امن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وامان اور مذہبی رواداری قائم کرنے کے لئے لڑتے تھے۔ کیونکہ مذہب صرف اللہ کے لئے ہے۔ اس میں کوئی جبر نہ ہونا چاہیئے۔ کوئی شخص کسی مذہب کو چھوڑنے اور دوسرے کو اختیار کرنے کے لئے مجبور نہ کیا جائے۔

عہد کی پابندی

بلی من اوفیٰ بعھدہٖ واتقیٰ فان اللّٰہ یحب المتقین۔ (آل عمران)	"ہاں جو کوئی پورا کرتا ہے اپنا عہد اور بچتا ہے (برائی سے) پس تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو"

مفتوح دشمن سے سلوک

اسلام کو فتنہ وفساد اور کشت وخون سے جسقدر نفرت ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ کہ مسلمانوں کو اس وقت تک لڑنے کی اجازت نہیں۔ جب تک کہ اسلام خطرہ میں نہ ہو۔ لڑائی کے متعلق اسلامی قوانین بنی اسرائیل کے جنگی قوانین سے بالکل مختلف ہیں۔ اسرائیلی لڑائیوں کا مقصد غیر قوموں کو ان کے جائز حقوق سے محروم کرنا اور ان کو جلاوطن کرنا تھا۔ یعنی دشمن کی طرف سے ابتدا نہیں ہوتی تھی۔ اس کے برعکس اسلام نے مسلمانوں کو اپنی حفاظت اور ملک میں امن اور رواداری قائم کرنے کی غرض سے لڑنے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مسلمانوں کو لڑائی کی مقررہ حدود سے تجاوز کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ دشمنوں کے بوڑھوں بچوں اور عورتوں پر ہاتھ اٹھانا اور انکی عبادت گاہوں اور کھیتوں کو برباد کرنا حرام ہے۔

یورپ کی مہذب ومتمدن قوموں کی لڑائیاں بھی یہودی لڑائیوں سے مشابہ ہیں۔ روسیہ نے ترکی میں۔ اٹالیہ نے طرابلس میں۔ فرانس نے شام میں اور یونان نے سمرنا میں جو وحشیانہ مظالم برپا کئے ہیں۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ فتح مکہ کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر بھر آزار پہنچائے آپؐ کو وطن کے ترک کرنے پر مجبور کیا۔ اور حتی الامکان جان لینے کی کوششیں کیں۔ معاف کر دیئے گئے۔ حالانکہ سخت سے سخت سزا ان کے لئے جائز ہو سکتی تھی۔ اور سب سے زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے۔ کہ کسی کافر کو قتل یا سزا کی دھمکی دیکر اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا یہی دستور العمل رہا۔ آپ نے ذمیوں کے ساتھ یہ معاہدے کئے تھے۔

(۱) اگر دشمن ان پر حملہ آور ہو۔ تو انکی حفاظت کی جائیگی۔ (۲) ان کے مذہب میں کوئی دست اندازی نہ ہوگی۔ (۳) ان کے جان و مال کی نگہبانی کی جائیگی۔ (۴) جزیہ وصول کرنے میں ان پر سختی نہ کی جائیگی۔ (۵) ان کے تجارتی قافلوں کی پاسبانی کی جائے گی (۶) انکی جائیدادوں کی خبر گیری کی جائے گی۔ (۷) لڑائی سے پہلے جو کچھ ان کے قبضہ میں تھا۔ وہ ان کے ہی قبضہ میں رہیگا۔ (۸) ان کے پادریوں اور راہبوں کو ان کے منصب سے برطرف نہیں کیا جائیگا۔ (۹) کوئی فوج ان کے ملک میں بلا ضرورت قیام نہیں کریگی۔ (۱۰) کسی شخص کے پرانے حقوق ضبط نہیں کئے جائیں گے۔ (۱۱) یہ تمام شرائط آئندہ بھی ملحوظ رکھی جائیں گی

خلفاء ان معاہدوں پر اخیر وقت تک قائم رہے۔ اسلامی سلطنتوں میں یہود ونصاریٰ کو ہمیشہ مذہبی آزادی ملی جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آرمینیا اور آسیریا وغیرہ علاقوں میں اس وقت تک عیسائیوں کی آبادی موجود ہے۔ اور ان کے گرجے بدستور باقی ہیں۔ ہسپانیہ کے خلفاء نے اپنی عیسائی رعایا کے ساتھ جو رواداری کی۔ وہ اس زمانہ میں لاثانی تھی لیکن جب عیسائیوں نے دوبارہ اس ملک پر قبضہ کر لیا۔ تو تمام مسجدوں کو مسمار کر دیا اور مسلمانوں کو نہایت وحشیانہ عذاب دے کر مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا۔ اور جو ترک مذہب پر راضی نہ ہوئے۔ ان کو جلاوطن یا قتل کر دیا۔

یہ کہنا کہ اسلام دنیا میں بزور شمشیر پھیلا ہے۔ صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ ہم کو معلوم ہے۔ کہ چین۔ جاوا۔ ملایا۔ سماٹرا جاوا میں جہاں کبھی کسی مسلمان فاتح نے رخ نہیں کیا۔ اور جہاں کبھی اسلامی حکومت نہیں ہوئی۔ وہاں کروڑوں مسلمان موجود ہیں

جزیہ

کافر رعایا سے وفاداری اور ایفائے عہد کی ضمانت کے طور پر ایک خراج جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔ اس محصول کو ہندو اور عیسائی ظالمانہ اور ناگوار خیال کرتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت یہ نہایت معمولی محصول تھا۔ اور اس کے عوض جو حقوق ملتے تھے وہ اس سے کہیں زیادہ تھے۔

شاہان ایران اسکو اپنی رعایا سے وصول کرتے تھے۔ نوشیرواں نے سپاہ کو اس سے مستثنیٰ کر دیا تھا۔ اسلام نے کفار پر اسکو لگایا۔ کیونکہ مسلمان بادشاہ ہر مسلمان کو فوجی خدمات کے لئے طلب کر سکتا تھا۔ لیکن کافروں کو اپنی کمک کے لئے بلانے کا اسکو حق نہ تھا۔ اگر کوئی کافر ایک دن کے لئے بھی سپاہ میں داخل ہو جاتا تھا۔ تو سال بھر کا جزیہ اس سے نہیں لیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ عورتیں۔ بوڑھے۔ کمزور اور غریب اس سے بری تھے۔

اشاعت اسلام کا طریقہ

وہ جو کہتے ہیں۔ کہ قرآن میں بزور شمشیر تبلیغ کرنے کا حکم ہے۔ مندرجہ ذیل آیات کو غور سے پڑھیں:۔

ادع الی سبیل اللّٰہ ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسنؕ ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہٖ وھو اعلم بالمھتدین (نحل)	بلا طرف راہ پروردگار اپنی کے حکمت اور نصیحت کے ساتھ تیرا رب بہت جاننے والا ہے اس شخص کو کہ گمراہ ہو گیا اسکی راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو
فان اعرضوا فما ارسلنٰک علیھم حفیظا ان علیک الا البلاغ۔ (الشوریٰ)	اگر وہ نہ مانیں۔ ہم نے نہیں بھیجا تمکو اوپر ان کے نگہبان۔ نہیں تیرے اوپر مگر پہنچا دینا۔
واصبروا علیٰ مایقولون واھجرھم ھجرًا جمیلاً (مزمل)	اور صبر کر اوپر اس کے جو کچھ وہ کہتے ہیں اور چھوڑ دے ان کو چھوڑ دینا اچھا

ہجرت کا حکم

اگر کوئی کافر حاکم اپنی مسلمان رعایا پر اس قدر ظلم کرے۔ کہ ان کا مذہب اور جان ومال خطرہ میں ہوں۔ تو ان کو کسی امن کی جگہ ہجرت کرنے کا حکم ہے۔

ومن یھاجر فی سبیل اللّٰہ یجد فی الارض مراغمًا کثیرًا وسعۃً (نساء)	اور جو کوئی ہجرت کرتا ہے اللہ کے راستہ میں وہ پاوے گا زمین میں بہت سی سلامتی کی جگہ اور بہت کشادگی"۔

مال غنیمت

واعلموا انما غنمتم من شئ فان للّٰہ خمسہٗ	اور جانو تم یہ کہ جو کچھ غنیمت لو کسی چیز سے پس تحقیق واسطے اللہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین وابن السبیل ان کنتم اٰمنتم باللہ وما انزلنا علیٰ عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان ط واللہ علیٰ کل شئ قدیر۔ (انفال)

پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے اور واسطے قرابتیوں رسول کے اور واسطے یتیموں اور فقیروں اور مسافروں کے اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور جو کچھ اتارا ہم نے اوپر اپنے بندے کے دن فیصلہ کے جس دن کہ مل گئیں دو جماعتیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

ایک غلط خیال

تمام عیسائیوں کا خیال ہے۔ کہ جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کفار مکہ کے ہاتھوں تکالیف اٹھاتے رہے اور نہایت مجبور و بیکس رہے۔ تو نرمی اور رواداری کی تعلیم دیتے رہے۔ مگر جب مدینہ میں انکی حکومت قائم ہوگئی۔ اور سیاسی اقتدار حاصل ہوگیا۔ تو انہوں نے مذہبی آزادی کے اصول کو بالائے طاق رکھ کر جہاد کا وعظ کہنا شروع کیا اس سے ثابت ہوا۔ کہ مکہ میں ان کی نرمی کی وجہ کمزوری تھی۔

یہ بیہودہ خیال جہاد کے غلط معنوں پر مبنی ہے۔ جس کی وضاحت ہم شروع میں کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ خلاف واقعہ بھی ہے۔ کیونکہ جہاد کے متعلق اکثر آیتیں مکہ میں بھی نازل ہوئیں۔ جو عیسائیوں کے اس اعتراض کی تردید کرتی ہیں۔ لیکن نص لا اکراہ فی الدین جو مدنی ہے ان تمام شکوک کو رفع کرتی ہے۔ اور ثابت کرتی ہے کہ مدینہ میں بھی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح کی قوت میسر تھی آپ امن اور رواداری کی تعلیم دیتے رہے۔ معترضین کے ایسے اعتراضات اسلام سے ناواقفی کی دلیل ہیں۔ (تنظیم روپڑ)

فاروق کی مشکلات۔ جیسا کہ پچھلے پرچہ میں لکھا گیا تھا۔ کہ فاروق کو دوسرے مطبع میں چھپوانے کا ڈیکلریشن بعض مجبوریوں کی وجہ سے دینا پڑا ہے۔ جواب تک منظور نہیں ہوا۔ اب پولیس میں برائے رپورٹ کاغذات آگئے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا جلد یہ مشکل آسان کر دے۔ اس وجہ سے فاروق ۲۱ اپریل سے مشکلات میں ہے رب ارحم۔ آمین۔

کلید کامیابی

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو ہر چیز کے روشن پہلو پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ ہر کام کو اس یقین کے ساتھ شروع کرتے ہیں۔ کہ ہم اس میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ وہ پیش آمدہ مشکلات اور عارضی رکاوٹوں کیساتھ بہادرانہ جنگ کرتے بالآخر ضرور کامیاب ہو جاتے ہیں۔ قانون قدرت ہمیشہ سے اسکی تائید کرتا چلا آیا ہے۔ اور خداوند کریم بھی انہیں لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ دوسری قسم ان بودے اور کمزور دل لوگوں پر مشتمل ہے۔ جو کام شروع کرنے سے کئی مہینے پہلے یہ سوچتے رہتے ہیں۔ کہ کیا ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے یا نہیں۔ ان کو تذبذب تزلزل اور پس و پیش اور کم و بیش کا خیال ہی دامنگیر رہتا ہے۔ اور ناکامی کا خطرہ ان کے دل سے کبھی نہیں نکلتا۔ خیالی مشکلات کے بھوت ہر وقت ان کے سر پر سوار رہتے ہیں۔ ایک دفعہ کی ناکامی کا تجربہ ہمیشہ ان کے پیش نظر رہتا ہے۔ اور بالآخر انہی کمزوریوں کی بدولت ہمیشہ ناکامیاب ہوتے اور قعر پستی میں گرے رہتے ہیں۔ قانون قدرت ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرتا۔ اور نصرت خداوندی بھی ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔ اگر کسی دیہاتی ملازم سے کہا جائے۔ کہ اس میز کو ہر روز صاف کرنا۔ لیکن خیال رکھنا کہ چینی کی گلدانیاں نہ ٹوٹ جائیں۔ تو یقین جانئے۔ کہ گلدانیاں ضرور ٹوٹ جائیں گی۔ کیونکہ آپ کی تنبیہ کی وجہ سے جو وہم اس کے دل میں پیدا ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ سے گلدان اٹھاتے وقت اس کے ہاتھ کانپنے لگیں گے۔ اور گلدانیاں گر جائیں گی۔ اسی طرح ایک شخص کسی دیوار کی منڈیر پر چلتا ہوا اگر اس خوف میں مبتلا ہو جائے۔ کہ میں گر جاؤں گا۔ تو وہ ضرور گر جائیگا۔ حالانکہ دیوار پر چلنے کی حالت میں بھی اس کے پاؤں کے نیچے اتنی ہی زمین تھی۔ جتنی کہ زمین پر چلنے کی حالت میں ہوتی۔ ایک شخص معمولی مرض میں مبتلا تھا۔ لیکن ڈاکٹر نے اسے ایک مہلک بیماری کے وہم میں مبتلا کر دیا۔ اسے یقین ہوگیا۔ کہ میری موت یقینی ہے۔ چنانچہ وہ کچھ عرصہ کے بعد مر گیا

سوا سو سال کے ایک بوڑھے سے اس کی طوالت عمر کا راز دریافت کیا گیا۔ تو اس نے ہنس کر کہا۔ کہ میں نے کبھی اس خیال کو اپنے نزدیک پھٹکنے نہیں دیا۔ کہ میں بوڑھا ہو رہا ہوں۔ میں نے ہمیشہ یہی سمجھا۔ کہ میں جوان ہوں۔ اور ہمیشہ جوان ہی رہوں گا۔ چنانچہ واقعی اب تک جوان ہوں۔ یہ سب مثالیں خیالات اور ارادوں کی طاقت عظیم کو واضح کرتی ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ جب کوئی کام شروع کیا جائے۔ تو کمزور اور بودے خیالات کو دل سے نکال کر آہنی عزم سنگین استقلال اور روشن امیدوں کے ساتھ شروع کیا جائے۔ اس کا اثر یہ ہوگا۔ کہ آپ پوری سرگرمی اور انہماک اور دلی توجہ کے ساتھ اپنے کام کو انجام دیں گے۔ اور انشاءاللہ بفضلہ اس میں ضرور کامیاب ہونگے۔

(دلچسپ)

امراضِ دندان کا پائیرس بکس

اس بکس میں چار قسم کی دوائیاں ہونگی۔ جن کو یکے بعد دیگرے استعمال کرنے سے دانتوں کی تمام امراض دور ہوں گی منہ کے اندر کے تمام گندے مادے اور فاضلہ رطوبتیں پایوریا کے جراثیم ہلاک ہو جائیں گے۔ پائیرس لوشن نمبر ۱ و نمبر ۲۔ پائیرس پوڈر۔ پائیرس کریم قیمت ۱۰؍ علاوہ محصولڈاک۔

نوبہار حبوب کھانسی کھانسی خواہ کتنی پرانی ہو یا کالی کھانسی ہو۔ یا تپ دق کی کھانسی ہو۔ یہ گولیاں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ ۵۰ گولی کی قیمت صرف ۱۲؍ بارہ آنہ

سینہ کمزور جن احباب کا سینہ خواہ کسی وجہ سے کمزور ہو۔ ہمیشہ نزلہ زکام کا مریض رہتا ہو۔ چار آنہ کا ٹکٹ بھیج کر ۲۱ روز کی دوائی منفت بلا قیمت طلب فرمالیں

والسلام

پتہ:۔ فقیر احمد خاں حکیم حاذق ماہر امراض دندان جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثنائی مشن

ثنائی معمار کی جہالت

میں نے ایک مضمون ۷ مارچ ۱۹۳۶ء میں شائع کیا تھا۔ جس کا عنوان تھا "انعامی چیلنج بنام مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث و عبد اللہ معمار و حکیم محمد علی ادارمی مولوی ثناء اللہ نے تعلیمات مرزا صـ۳۴ طبع دوم پر عبد اللہ معمار نے محمدیہ پاکٹ بک کے صـ۸۱ پر حکیم محمد علی نے سودائے مرزا کے صـ۱۷ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۴۷ کی عربی عبارت کا ترجمہ حسب ذیل منسوب کیا ہے۔ " میرے منکر مسلمان حرام زادے ہیں۔ اور تمام مسلمانوں نے مجھے قبول کیا اور میری دعوت کو مانا۔ مگر کنجریوں کی اولاد نے نہیں مانا۔" اور لکھا۔ کہ اگر آپ حضرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے علاوہ احمدیہ لٹریچر سے ہی یہ ترجمہ دکھا دیں تو آپ کو ۲۵ روپیہ انعام دیا جائیگا۔ (فاروق ۷ مارچ ۱۹۳۶ء)

اس کے متعلق عبد اللہ معمار نے ایک مضمون اہلحدیث میں شائع کیا ہے اور لکھا ہے کہ محمدیہ پاکٹ بک صـ۸۱ پر یہ الفاظ جنہیں خطوط وحدانی کے اندر ہماری طرف منسوب کیا گیا ہے مسطور و مرقوم نہیں ہیں۔ اگر آپ دکھا دیں۔ تو ۲۵ روپے انعام۔ شاید تم لوگ یہ عذر کرو...... کہ حوالہ لکھنے میں کاتب سے غلطی ہو گئی۔ تو اچھا ساری محمدیہ پاکٹ بک سے یہ الفاظ بحیثیت مجموعی دکھا دو۔ انعام برقرار۔" (اہلحدیث ۲۷ مارچ ۱۹۳۶ء صـ۵)

ثنائی معمار اس قدر جاہل مطلق آدمی ہے۔ کہ صاف اور واضح عبارت کو تو سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ اور پھر کسی صحیح بات کو ماننا اسکی فطرت میں لکھا ہی نہیں۔ کسقدر دھوکہ باز ہے۔ لکھتا ہے۔ " محمدیہ پاکٹ بک میں جن...... الفاظ کو ہماری طرف منسوب کیا گیا ہے مسطور و مرقوم نہیں ہیں۔" او ثنائی معمار کان کھول کر سن لے۔ میں نے کہیں نہیں لکھا۔ کہ یہ سارے الفاظ محمدیہ پاکٹ بک میں ہیں اگر تو دکھا دے تو مزید ایک دھیلا انعام۔ پھر تم نے لکھا ہے کہ " ساری محمدیہ پاکٹ بک میں بحیثیت مجموعی یہ الفاظ دکھا دو۔ تو انعام برقرار"۔ ذرا میرے مضمون کو اپنے دغاباز استاد فاختہ نازنین سے پڑھوا لو۔ اور اس کو کہہ دینا کہ تعصب کی عینک اتار لے۔ اگر تم کو وہ الفاظ نظر نہ آتے ہوں تو میں پھر یہاں لکھ دیتا ہوں۔ تمہارے کذاب استاد نے لکھا ہے۔ " میرے منکر حرام زادے ہیں"۔ (تعلیمات مرزا طبع دوم صـ۳۴ باب اول نمبر شمار ع۷) پھر تم نے لکھا ہی " قبول کیا" " میری دعوت کو مانا" ہماری تینوں کتابوں میں موجود نہیں"۔ سہ

واہ رے جوش جہالت خوب دکھلائے ہیں رنگ
جھوٹ کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار

او اندھے دیکھ تیرا استاد کس طرح تیرا بیڑا غرق کرتا ہے وہ لکھتا ہے :۔

" سب مسلمان مجھے قبول کرتے اور میری دعوت کو مانتے ہیں"۔ (تعلیمات مرزا طبع دوم صـ۴۲ نمبر شمار ع۱) اب کچھ سمجھے ہو یا نہ سہ

مجھ میں ایک وصف ہے واقف ہوں تیرے بھیدوں کا
تجھ میں دو عیب ہیں کذاب بھی مکار بھی ہے

لفظ " قبول" اور " دعوت کو ماننے" قابل غور ہیں۔ او کذاب تم نے کس قدر پھر یہ جھوٹ بولا ہے۔ کہ خاکسار مجاہد نے تم کو ۲۵ روپے کا چیلنج ۷ جولائی ۱۹۳۵ء کے فاروق میں دیا تھا۔ اب میرا پھر تم کو چیلنج ہے۔ کہ اگر ۷ جولائی ۱۹۳۵ء کے فاروق میں ۲۵ روپے کا چیلنج دکھا دو۔ تو اور دو دھیلے انعام اگر نہ دکھا سکو۔ تو ڈھاب کھٹیکاں کی اس ناپاک نالی میں جو دفتر اہلحدیث کے سامنے سے گذرتی ہے۔ ناک ڈبو کر مر جاؤ۔ ہاں فاروق ۷ جولائی ۳۵ء میں جس عبارت کے متعلق چیلنج ہے۔ بغیر کسی کتر و بیونت کے دکھا دو۔ تو انعام لو۔

پھر تم نے لکھا ہے۔ کہ " مرزا صاحب قادیانی نے اپنے مخالفوں کو بدکار۔ خراب۔ فاحشہ۔ بازاری عورتوں (کنجریوں) کی اولاد لکھا ہے"۔ (اہلحدیث ۲۷ مارچ صـ۶) اس عبارت کے دو جواب ہیں۔ ایک تو یہ ہے۔ کہ تم خود کیوں خواہ مخواہ ان الفاظ کی زد میں آتے اور ان الفاظ کا مصداق بننے کے شائق ہوتے ہو۔ دوسرا جواب اس کا یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کے حق میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں جن کے متعلق " اشتہار غضب حق بر جاہل مطلق" شائع ہو چکے ہیں۔ اور یا پھر ان کو کہا گیا ہے۔ جن کے متعلق اخبار سیاست لاہور اپنے ۳۰ اکتوبر کے پرچہ میں کچھ حالات شائع کر چکا ہے۔

پس اگر تم وہ ترجمہ جو ذریۃ البغایا کا کرتے ہو۔ احمدیہ لٹریچر میں بھی دکھا دو۔ تو ۲۵ روپے انعام اگر نہ دکھا سکو۔ تو پھر صاف سمجھا جائیگا۔ کہ تم کو خود ان خود ساختہ معانی کا مصداق بننے کا دلی شوق ہے۔ کہ سیدھی راہ کو اختیار نہیں کرتے اور سیدھی راہ یہی ہے۔ کہ " ذریۃ البغایا" کا ترجمہ " ہدایت سے دور" اور " سرکش انسان" ہے۔ پھر تم نے لکھا ہے کہ " ہمیں مال غنیمت کھانے کا چسکا پڑ چکا ہے" سو ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ تم اور تمہارا استاد کھانے کے...... ہو۔ اور سہ

آپ نے دنیا کے ٹھگنے کا نکالا ہے یہ ڈھنگ
جانتے ہیں ہم یہ ساری پارسائی آپ کی
مگر
کچھ کرو خوف خدا کیا حشر کو دو گے جواب
کام کس آئیگی یہ دولت کمائی آپ کی

میں پھر اعلان کرتا ہوں۔ کہ میرا چیلنج ۷ مارچ کا تمہارے اوپر جادو کی طرح سوار ہے۔ اس کو اتارنے کی کوشش کرو

ثناء اللہ کی کذب بیانی اور عبد اللہ ثانی کی نادانی

اخبار اہلحدیث ۳ اپریل ۱۹۳۶ء میں ایک مضمون عبد اللہ ثانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امرتسری کا شائع ہوا ہے۔ یہ اس مضمون کا جواب ہے جو محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری متعلم جامعہ احمدیہ کی طرف سے الفضل ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تھا اس میں مجیب (مولوی عبد اللہ ثانی نے مجاہد) اس بات کو تسلیم کرلیا ہے۔ کہ واقعی مثیل مسیح کے اشد ترین دشمن مثیل یہود (ثناء اللہ) نے اپنی مردود تفسیر میں کچھ گڑبڑ ضرور کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "الفضل ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں لکھا گیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تفسیر ثنائی میں تحریف کی ہے۔ اور مقدمہ تفسیر ثنائی جلد اول سے بعض باتیں نکال دی ہیں۔ اہلحدیث ۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء میں حضرت مولانا صاحب کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا۔ کہ "مصنف کو اپنی تصنیف میں تبدیلی کرنے کا اختیار ہے۔ یہ تحریف نہیں بلکہ اصلاح کہلاتی ہے"۔ (اہلحدیث ۳ اپریل)

ناظرین مولوی عبد اللہ صاحب کا یہ جواب سراسر جہالت پر مبنی ہے۔ کیا مولوی عبد اللہ صاحب یہ بتانے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔ کہ مصنف کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ اسکی جس عبارت پر کوئی اعتراض ہو۔ یا اس عبارت سے اسکا کوئی مخالف اپنی سچائی کی دلیل پیش کرے۔ تو مصنف اس عبارت کو نکال دے۔ تو وہ اصلاح کہلاتی ہے۔ اگر یہ اصلاح کہلاتی ہے۔ تو بتائیے کہ تحریف کس مرض کا نام ہے۔ مولوی صاحب اگر آپ کو ثنائی محبت نے اندھا نہیں کردیا۔ تو سنئے۔ اصلاح اسے کہتے ہیں۔ کہ جس عبارت پر کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ عبارت بھی موجود ہو۔ اور اس کے حاشیہ میں یا کسی اور طریقہ سے اس پر روشنی ڈالی جائے۔ اور تحریف اسے کہتے ہیں۔ کہ جس عبارت پر کوئی اعتراض ہو۔ آئندہ اس کو نکال ہی دیا جائے۔ اگر آپ کا یہی معیار لیا جائے۔ تو پھر آپ اور آپ کے گرو گھنٹال کس زبان سے عیسائیوں پر تحریف بائیبل کا الزام لگاتے ہیں۔

آپ نے مولوی محمد صدیق صاحب کو مخاطب کرکے لکھا ہے۔ کہ "مجیب کو غصہ تو مرزا صاحب پر آنا چاہیئے تھا جنہوں نے شہادۃ القرآن میں هذا خليفة الله المهدى لکھا ہے۔ اور غصہ آیا تو تفسیر القرآن پر ...... مسیح موعود (آسمان سے) اتریں گے۔ مرزا صاحب نے یہ حدیث حمامۃ البشریٰ میں نقل کرکے یہ لفظ (من السماء) ہضم کردیا۔ میرا دعویٰ ہے۔ کہ ساری امت مرزائیہ مل کر بھی اس کا جواب نہیں دے سکتی" (اہلحدیث ۳ اپریل ۱۹۳۶ء صفحہ ۶) مولانا ہم کو آپ کی اور آپ کے گرو گھنٹال کی یاوہ گوئی پر کبھی غصہ نہیں آتا۔ امید ہے کہ آپ بھی مجاہد کے آئینہ میں اپنی سیاہ فام شکل دیکھ کر غصہ نہیں کریں گے۔ آپ نے حضرت مرزا صاحبؑ پر لفظ (من السماء) کا اپنی کتاب میں درج نہ کرنے کا خطرناک الزام لگایا ہے۔ اول تو جناب جس حدیث کے متعلق آپ نے لکھا ہے۔ اس حدیث میں جو ۱۳۲۸ھ سے پہلے کی ہے۔ (من السماء) کا لفظ ہی نہیں۔ دوسرے حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب درمنثور میں اسکو نقل کیا ہے۔ اور انہوں نے بھی لفظ (من السماء) درج نہیں کیا تیسرے چونکہ وہ حدیث امام بخاریؒ سے بیہقی میں درج کی ہے۔ اور بخاری میں بھی لفظ من السماء نہیں ہے۔ کیا جو فتوے آپ نے اپنے دل میں حضرت مرزا صاحب کی نسبت سوچا تھا۔ وہ فتویٰ ان دو بزرگوں پر عاید کروگے اگر ان پر فتوے لگاؤ گے۔ تو تمہارا خانہ خراب ہو جائے گا

تمہارا ایک کلرک مراقی حبیب اللہ تو حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ پر بددیانتی کا فتوے دے چکا ہے۔ اس حدیث کے متعلق تمہاری ہی جہالت نہیں۔ بلکہ کذاب امرتسری نے ڈبل جھوٹ بولا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اس حدیث کا مصداق میں ہوں۔ "عقائد مرزا" اور پھر ایک جھوٹ اس نے یہ بھی بولا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ "مکہ اور مدینہ کے درمیان جو ریل تیار ہوئی ہے۔ وہ بھی اس پیشگوئی کا ظہور ہے۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۲) (تعلیمات مرزا صفحہ ۱۴ طبع دوم)

امت وہابیہ قیامت تک اعجاز احمدی کی وہ عبارت جو ثناء اللہ نے تعلیمات مرزا میں نقل کی ہے۔ اور حدیث بخاری سے لفظ من السماء نہیں دکھا سکتی۔ تو پھر مولوی عبد اللہ کا یہ کہنا کہ "فاتح قادیان کی مفتوح رعایا کے اوچھے ہتھیار" کہاں تک درست ہے۔ مولوی جی بات یہی سچ ہی کہ سہ

نہ طعنے تم ہمیں دیتے نہ یوں فریاد ہم کرتے
نہ کھلتے رازِ سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

محمد عبد الحق مجاہد امرتسری بھوماں وڈالہ امرتسر

دیانندی مشن

آریہ ویدک سناتن دھرم نمبر پر ایک نظر

(۴)

کیا ویدوں پر کسی نے کبھی اعتراض نہیں کیا۔ ماسٹر ٹکشمن جی نیوگ کی فلاسفی کے دلدادہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ:۔

"آغاز عالم سے اب تک کے دو ارب سال کے لمبے عرصہ میں ایک بھی انسان ایسا نہیں نکلا۔ جو وید پر کوئی اعتراض کرسکا ہو۔ حتیٰ کہ کسی شبد کی بابت بھی یہ کہنے کی جرأت کرسکا ہو۔ کہ غلط و ناقص یا غیر موزون ہے"۔ (صفحہ ۱۴)

اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ اگر ماسٹر اور اپدیشک ہی جھوٹ اور دھوکا پر کمر باندھ لیں۔ تو شاگردوں اور ان کی اندھا دھند پیروی کرنے والوں کا کیا کہنا ہے۔ آریہ سماج کے ودوانوں کی تحریرات پڑھ کر یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ جو جھوٹ کی نجاست پر منہ نہ مارے۔ وہ آریہ ہی نہیں بن سکتا۔ جو دنیا کو دھوکا دینے میں ماہر ہو۔ وہ آریوں میں بڑی پدوی پانے کا ادھیکاری ہے۔ اگر کسی آریہ نے شرافت اور تہذیب سے کام لینے کا خیال بھی ظاہر کیا تو وہ آریوں کے نزدیک آریہ سماج کے لئے باعث ننگ و عار بن جاتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آریوں سے تہذیب اور سچائی کی امید رکھنا خشکی پر کشتی چلانا یا سمندر میں گھوڑا دوڑانا ہے۔

ماسٹر صاحب آپ ذرا اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار دیں۔ پھر آپ کو یہ صاف نظر آجاویگا۔ کہ ویدوں پر کس قدر معقول اور جائز اعتراض ہوئے ہیں۔ جن کا آج تک آریہ سماج جواب نہ دے سکا۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک ان کے چھوٹے اور بڑے مل کر بھی جواب نہ دے سکیں گے۔ اگر ہمت اور جرأت ہے۔ تو میدان میں نکلو۔ اور مرد میدان بن کر اپنے دعوے کو سچا ثابت کر دکھاؤ یا شریف انسان بن کر آئندہ کے لئے اپنے قلم کو روک رکھو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

من نہ گویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بیں و کار آساں کن

اعتراض نمبر ایک۔ ماں باپ کو اپنی لڑکیوں کو کونسے گُن سکھانے چاہئیں:۔ مہاویشیا دیعنی بازاری عورتوں میں جو سب سے زیادہ بے حیا ہوں میں جو گُن ہوتے ہیں وہ کنیا میں پیدا کریں۔ اس میں چودہ شرابیوں کے گن اپنی لڑکیوں میں پیدا کرنے چاہئیں۔ (دی) اتھرو وید کانڈ ۱۴ سوکت ۱ منتر ۳۱

دیانند کا ویدوں کو بگاڑنا۔ "یجر وید کے ادھیائے ۲۰ منتر ۲۵ کو سوامی جی لکھتے ہیں۔ یہاں پر سوامی جی نے لفظ पमेश پاٹھ دیا ہے۔ بلکہ سنسکرت اور بھاشا میں اس کا ارتھ کیا ہے۔ اور سوامی جی نے یہی یجر وید کا بھاشیہ کرتے ہوئے पमेश کی بجائے गमेश پاٹھ دیا۔ اور اسی کا ارتھ کیا۔ اور وید سنگھتا میں یہی پاٹھ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سوامی جی نے جب کام شروع کیا۔ اس سمے آج کی طرح ویدوں کی مکمل کاپیاں ان کے پاس نہیں تھیں۔" (آریہ گزٹ لاہور کا رشی نمبر ۴ فروری ۱۹۳۱ء صفحہ ۲۱)

ماسٹر صاحب آپ اس عبارت کو اپنے کلام "ایک بھی انسان ایسا نہیں نکلا۔ جو کسی شبد کی بابت بھی یہ کہنے کی جرأت کر سکا ہو۔ کہ غلط ناقص یا غیر موزون ہے۔" کے ساتھ اگر ملا کر پڑھیں۔ تو پھر آپ یہ کہیں کہ آج تک ایک بھی ایسا انسان پیدا نہیں ہوا۔ جو ویدوں کو مبرا از غلطی مانتا ہو۔

(۲) اتھرو وید آغا خانی ہے۔ "آغا خاں کے بزرگ ایران سے بھاگ کر گجرات کاٹھیاواڑ میں آئے۔ اپنے آپ کو نشکلنک اوتار ظاہر کیا۔ ایک کتاب بنائی اور کہا۔ یہ اتھرو وید ہے۔" (آریہ گزٹ لاہور ۱۸ اپریل ۱۹۳۱ء صفحہ ۳) ماسٹر صاحب ایک لفظ تو کجا یہاں تو سالم کا سالم اتھرو وید ہی غیر الہامی ثابت ہو رہا ہے۔ مہربانی فرما کر اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کریں۔ اندھیر ہے آریہ سماج جو ویدوں کو ایشوری گیان بتا بتا کر کروڑوں روپیہ ہڑپ کر چکا ہے۔ وہ لکھو کر بہانگ دہل یہ اعلان کر رہا ہے۔ کہ اتھرو وید آغا خاں کے بزرگوں کا بنایا ہوا ہے

نمبر ۳۔ "سنتوں کے بچنوں کو جو وید سے ملاتے ہیں وہ بڑے نادان ہیں۔ سنتوں کی مہما خود وید کا کرتا نہیں جانتا ہے۔ پھر وید کیا جانے؟" (سار بچن صفحہ ۳۶ بچن نمبر ۱۴۹)

بید شاستر اور سمرت پورانا۔ پڑھنا ان کا برتھا جان۔ (سار بچن صفحہ ۱۸۵)

نمبر ۴۔ اوروں کا کیا کہنا ہے۔ خود آریہ سماج کے نوجوان یہ برملا کہہ رہے ہیں۔ "آریہ سنتان ویدوں پر۔ ویدوں کے معتقدوں پر اور مداحوں پر تمسخر کرتی ہے۔ اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وید کا نام سنکر ان کا سینہ پھٹ جاتا ہے۔ چہرہ لال ہو جاتا ہے۔ آنکھیں غصہ سے بھر جاتی ہیں۔ اور دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کہ وید کے نام لینے والوں کا سر کچل دیا جاوے۔" (آریہ اخبار ملاپ لاہور ۱۷ نومبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۳۲ عہ۱)

نمبر ۵۔ ویدوں کا جاننا یا اسکی معقولیت کا معلوم کرنا تو ایک طرف رہا۔ آریہ پنڈت اپنی سر توڑ کوشش اور جستجو کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ "انیک لوگوں نے وید کے رہسیہ کو بتلانے کے لئے بے شمار گرنتھ بنائے۔ اور ابھی تک ان کا شمار روزانہ ترقی کر رہا ہے۔ مگر تعجب خیز بات یہ ہے۔ کہ اتنا ہونے پر بھی ویدوں کا راز سربستہ چلا آرہا ہے۔ اور کوئی بھی مغربی اور مشرقی عالم ویدوں کے سروپ کو اصلیت کے جامہ میں نہ بتلا سکا۔ اور نہ دکھلا سکا۔ زمانہ حال کے مشرقی اور مغربی ودوانوں کے سر توڑ کوشش کرنے پر بھی ویدوں کا معمہ حل نہیں ہو سکا۔" (از پنڈت نردیو شاستری اخبار آریہ گزٹ لاہور کا رشی نمبر ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء صفحہ ۱۴ ک)

نمبر ۶۔ ویدوں کا راز کیوں سربستہ ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے "یہ امر واقعہ ہے۔ کہ ویدوں کا بھاشیہ کرنے والے کسی وگیان کی درشٹی سے ویدوں کا بھاشیہ نہیں کرتے۔ بلکہ کسی مت۔ سمپردایہ فرقہ یا مذہب کے کلپنا کئے ہوئے سدھانتوں کی پشٹی کے لئے ارتھ کا انرتھ کر رہے ہیں۔" (شری بیان پنڈت دھجا رام پٹیالہ نوامی اخبار امرت ماہوار ستمبر ۱۹۳۰ء)

ماسٹر صاحب۔ آپ ذرا دل کی آنکھوں کو کھول کر ان پر غور کریں۔ اور غور کرنے کے بعد ان کو اپنے دل میں جگہ دیں۔ پھر آپ کو معلوم ہو جاویگا۔ کہ وید کا سمجھنا اور ماننا تو کجا ابھی تک عام لوگ عموماً اور آریہ پنڈت خصوصاً ویدوں کی اصلیت سے ناواقف ہیں۔

نمبر ۷۔ دلیل اور وید۔ "میرا یہ خیال ہے۔ کہ ترک (یعنی دلیل) سے وید کو ایشوری گیان سدھ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ دوسرے طریقوں سے وید کے ایشوریہ ہونے کی بات سدھ ہو سکتی ہے۔" (آریہ ویر لاہور ۲۸ جون ۱۹۳۱ء صفحہ ۵)

ماسٹر صاحب جب آریہ ودوان ہی از روئے دلیل وید کو ایشوری گیان سدھ نہیں کر سکتے۔ تو پھر یہ کہنا کہ وید پر کوئی بھی اعتراض نہیں کر سکا۔ کہاں تک درست ہے آپ خود ہی اس پر غور کر لیں۔ آخر آپ ماسٹر بھی ہیں۔ اور ساتھ ہی اپدیشک کا دمچھلہ بھی آپ کو لگا ہوا ہے۔

(۸) یجر۔ سام۔ اور اتھرو کا کام تمام:۔ "ہندوؤں کا مول گرنتھ رگوید ہی ہے۔ اس کے بعد جب میں نے آریہ سماج کے تیسرے نیم کو پڑھا۔ تو اس میں بھی وید ایک بچن میں پایا۔ ..... میں خود تو آریہ سماج کے تیسرے نیم میں وید سے مراد کیول رگوید ہی لیتا ہوں۔" (اخبار ہندو لاہور ۲۸ نومبر ۱۹۳۲ء)

(۹) رگوید۔ یجر وید۔ سام وید اور اتھرو وید سے صاف انکار "ہندوؤں کا دھرم تھا وید۔ لیکن ہندوؤں نے اسی سے کنارہ کشی کر لی۔ آج جو ہندو لیڈر ذرا بڑا بنتا ہے۔ وہ سب سے پہلے وید کو تلانجلی دے دیتا ہے۔ وہ یہ بات کہنے میں ناز اور فخر محسوس کرتا ہے۔ کہ وید ایشور کی دی ہوئی کتاب نہیں۔ کچھ لوگوں نے گیت بنا... ان کا مجموعہ وید کہلانے لگا۔ دھرم کی باتوں کو وہ مذاق سمجھتے ہیں۔ وید کا پڑھنا ان کے لئے تضیع اوقات ہے آریہ سماج کے اندر بھی ایسے غدار اور ٹریٹر پیدا ہو چکے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ وید ایشوری گیان نہیں۔ آریہ سماج ہندو جاتی کے لئے سب سے بڑا امید کا مینار تھا۔ کیونکہ اسکی بنیاد سوامی دیانند نے وید پر رکھی تھی۔ لیکن مغرب زدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی بنیاد سے وید کو نکال رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں۔ کہ وید الہامی نہیں ہیں۔ گویا آریہ سماج کا مرکز اور آریہ سماج کی بنیاد بھی ہل رہی ہے"۔ (از لالہ خوشحال چند خورسند سکرٹری آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا لاہور اخبار آریہ ویر لاہور ۸ رفروری سنہ ۱۹۳۴ء ص ۵)

ماسٹر صاحب! اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ازراہ انصاف اس پر غور کریں۔ اور اپنے دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کے لئے کوئی دلیل دیں۔ بڑی مہربانی ہوگی۔ اور ان واقعات کے ساتھ ملا کر مندرجہ ذیل عبارت بھی پڑھ لیں۔ جو یہ ہے:۔ "یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اب وید پڑھنے کا زمانہ نہیں ہے۔ جلد تر وید پر وبال آئیگا حال کی ذریت ایسی موٹی عقل کی نہیں۔ کہ ان کو ان تعلیموں پر طفل تسلی دے سکیں۔ وہ تو پورا پورا فیصلہ کر لیں گے۔ یا تو اپنے باپ دادوں کے خیالات کو کسی ٹھکانا لگا کر ٹھیک ٹھیک دہریہ بن جائیں گے۔ اور اگر سعادتمند ہوئے تو رب العالمین پر ایمان لائیں گے۔ اور اپنی مخلوقیت کا اقرار کر لیں گے۔ مگر دونوں صورتوں میں وید کے پنجہ سے نکل جائیں گے"۔ (از یوگیراج کرشن ثانی مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام از کتاب سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۹۲ حاشیہ)

ماسٹر صاحب یہ خداوند تعالےٰ کا قول تھا۔ جو اپنے وقت پر پورا ہو گیا۔ اور کوئی نہ تھا۔ جو اس بات کو پورا ہونے سے روک سکتا۔ ماسٹر صاحب اب بھی وقت ہے۔ کہ اس صداقت کو قبول کر لو۔ اور اپنی سعادتمندی کا ثبوت دو۔ ورنہ یہ یاد رکھو۔ کہ خداوند تعالےٰ اپنی حجت پوری کرنے کے بعد سخت گرفت کریگا۔ پھر رونا اور دانت پیسنا بے فائدہ ہوگا۔ کیوں دہریہ بن کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہو۔ خداوند تعالےٰ کے چمکتے ہوئے زندہ نشانوں سے روشنی حاصل کر کے اپنے تئیں منور کر لو۔ آپ نے ہزار کوشش کر کے یہ دیکھ لیا ہے۔ کہ اب ویدوں پر چلنے کا زمانہ نہیں ہے۔ بلکہ اب قرآن شریف کا زمانہ ہے جو شخص بھی اب قرآن حکیم کے خلاف چلے گا۔ وہ یقیناً تباہ و برباد ہوگا۔ یہ سروشکتیمان پرمیشور کا قول ہے کون ہے جو اس نیم کو بدل سکتا ہے۔

۱۰۔ " اب نہ وید ہے برہم ہے۔ نہ رام ہے۔ نہ سری کرشن کے بچنوں پر وشواس ہے۔ نہ مہاں رشی کی آگیا کا پالن ہے"۔ (از اخبار آریہ گزٹ لاہور ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء صفحہ ۳ ک ۲)

ماسٹر صاحب کیا اب بھی آپ کو شک ہے۔ کہ ہندو یا آریہ ویدوں پر مرتے ہیں۔ یا ویدوں کو مانتے ہیں۔ اگر شک ہے۔ تو میرے اس مضمون کو بار بار پڑھو اور پڑھ کر اس کو دل میں جگہ دو۔ ایشور آپ کی مدد کرے۔ اور آپ کی آنکھیں کھولدے۔ تا کہ آپ چند ٹکے کمانے کے لئے حق کی مخالفت نہ کریں۔ اگر ہندو جاتی کو ناستکتا کی برائی سے بچانا چاہتے ہو۔ تو مسلمان بن جاؤ۔ (باقی پھر)

(خاکسار فتح محمد احمدی شرما از کراچی)

محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

کتب فاروق بک ایجنسی

قرآن مجید بطرز تیسیر القرآن مترجم مجلد۔ ۸؍

حمائل شریف معرا۔ نہایت خوشخط مجلد ۱۲؍

حمائل شریف مترجم۔ نہایت خوشخط مجلد ۳؍

حقیقۃ الوحی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور و معروف کتاب مجلد ۸؍

ازالہ اوہام ہر دو حصہ غیر مجلد ۱۲؍

قتل مرتد۔ از حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ ۱۲؍

آئینہ حق نما۔ بجواب الہامات مرزا مولوی ثناء اللہ کا جواب ۱۲؍

تبلیغ رسالت مکمل دس جلد۔ مکمل مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جو نہایت مفید نایاب اور لاجواب ہے قیمت صرف ۳؍

تحفہ مستریاں۔ مستری عبد الکریم مباہلہ والے کے فتنہ کا انکشاف اور صحیح حالات۔ ۵؍

ہدایات زریں۔ برائے مبلغین سلسلہ عالیہ فرمودہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ ۵؍

بٹالوی کا انجام۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی صداقت قیمت صرف ۴؍

چھوت کا بھوت۔ ہندوؤں کے مقابلہ میں لاجواب تصنیف۔ قیمت ۲؍

خلافت محمود و مصلح موعود۔ امیر پیغام کا جواب ۸؍

مرقع ثنائی۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلحدیث کا مسیح موعودؑ کے مقابلہ سے فرار۔ قیمت ۴؍

تجلیات رحمانیہ۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ تعلیمات مرزا وغیرہ کا جواب ۶؍

صادق کلمات۔ مولوی ثناء اللہ کے رسالہ ہفوات کا دندان شکن جواب ۴؍

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی۔ مولوی ثناء اللہ کی حیات مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل صداقت ہے۔ قیمت صرف ۴؍

التشریح الصحیح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۲۹ الہامات پر اعتراضوں کا جواب۔ ۸؍

بحر حقیقت غیر احمدی مونگیری دشمن حق کے رسالہ کا جواب ۴؍

تنقید صحیح فرقہ بابیہ کے رد میں ایک لاجواب تصنیف قیمت صرف ۸؍

مشین گن رد آریہ میں لاجواب تصنیف ۴؍

ویدک توحید کا آئینہ رد آریہ ۲؍

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ۱؍

دھرمپال کا کچا چٹھہ رد آریہ ۱؍

ملنے کا پتہ:۔ فاروق بک ایجنسی قادیان

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)